اشاعت التوحید والسنہ کے مشہور عالم علامہ خان بادشاہ کا مولانا سرفراز خان صفدرؒ
کے کتب پر اعتراضات اور شبہات کا ازالہ
دار العلوم دیوبند کے علماء سے تصدیق شدہ
امامِ اہل السنۃ کا
عادلانہ دفاع
(حصہ اول)
تقریضات
حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی صاحب
مہتمم دار العلوم دیوبند
حضرت مولانا حبیب الرحمن خیرآبادی صاحب
مفتی دار العلوم دیوبند
حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب
شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑپکا
پسند فرمودہ:
محقق العصر شیخ سجاد الحجابی حفظہ اللہ
تصنیف لطیف:
ترجمان اہل السنۃ والجماعۃ
حضرت مولانا رسال محمد حفظہ اللہ
مدرس جامعہ حدیقۃ العلوم باجا صوابی
ناشر:
مکتبہ رحمۃ للعالمین پشاور
0314-5529329 / 0340-7496534

اشاعت التوحید والسنہ کے مشہور عالم علامہ خان بادشاہ کا مولانا سرفراز خان صفدرؒ
کے کتب پر اعتراضات اور شبہات کا ازالہ

دارالعلوم دیوبند کے علماء سے تصدیق شدہ

امام اہل السنۃ کا

عادلانہ دفاع

پسند فرمودہ:

محقق العصر شیخ سجاد الحجابی حفظہ اللہ

تصنیف لطیف:

ترجمان اہل السنہ والجماعۃ

حضرت مولانا رسال محمد حفظہ اللہ

مدرس جامعہ حدیقۃ العلوم باجا صوابی

ناشر:

مکتبہ رحمۃ للعالمین پشاور

0314-5529329 / 0340-7496534

نام کتاب: عادلانہ دفاع

تصنیف لطیف: حضرت مولانا رسال محمد حفظہ اللہ

پسندفرمودہ: محقق العصر شیخ سجاد الحجابی حفظہ اللہ

سال طباعت: اکتوبر ۲۰۱۹ء

تعداد: ۱۱۰۰

ناشر: مکتبہ رحمۃ للعالمین پشاور

القلم پرنٹرز
0345-94 12 103

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	انتساب -------------------------	۲۱
	رائے گرامی مہتمم دار العلوم دیو بند مولانا ابو القاسم نعمانی صاحب دامت فیوضہم	۲۲
	رائے گرامی مفتی دار العلوم دیو بند مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت فیوضہم	۲۴
	رائے گرامی شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور صاحب دامت فیوضہم ------	۲۷
	سبب تالیف -------------------------	۳۰
	مقدمہ -------------------------	۳۳
	جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قیام -------------	۳۶
	جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کی پہلی ہیئت ترکیبی ----------	۳۷
	دستور ساز کمیٹی -------------------------	۳۸
	۱۹۶۲ء کے تنظیمی ڈھانچہ کی تفصیل ----------------	۳۸
	جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے پہلے سرپرست (علامہ غورغشتویؒ خلیفہ مجاز مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ -------------------	۴۲
	دوسرے سرپرست (علامہ عبد الرحمٰن بہبودیؒ) کا عقیدہ ------------	۴۳
	مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ، خلفاء، اور اکابر اشاعت کا عقیدہ --------	۴۴
	مولانا قاضی غلام مصطفیٰ مرجانیؒ (مرید و مجاز صحبت مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ۔	۴۴
	مولانا قاضی نور محمدؒ (خلیفہ اجل مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ -----------	۴۵
	مولانا قاضی شمس الدینؒ تلمیذ و خلیفہ (مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ --------	۴۶
	حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ درخواستیؒ (تلمیذ و خلیفہ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ۔	۴۸
	مولانا عبد اللہ بہلویؒ (فیض یافتہ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ----------	۴۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مولانا دوست محمد قریشیؒ (تلمیذ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۰
	مولانا محمد منظور نعمانیؒ (تلمیذ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۱
	مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ (تلمیذ و خلیفہ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۱
	مفتی عبدالرشیدؒ (تلمیذ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۲
	مولانا عبدالخالق مظفر گڑھیؒ (خلیفہ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۴
	شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ (تلمیذ مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۵
	امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدرؒ (خلیفہ مجاز مولانا حسین علیؒ) کا عقیدہ ------------	۵۶
	اکابر اشاعت کے اساتذہ اور ان کا عقیدہ ------------	۵۷
	اکابر اشاعت کے اساتذہ کا اجمالی خاکہ ------------	۵۷
	مفتی سید مہدی حسنؒ (استاذ مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتیؒ) کا عقیدہ ------------	۶۰
	مولانا احمد علی لاہوریؒ (استاذ مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتیؒ) کا عقیدہ ------------	۶۰
	شیخ عمر بن حمدانؒ (استاذ شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ) کا عقیدہ ------------	۶۱
	علامہ سید فخر الدینؒ (استاذ مولانا سجاد بخاریؒ) کا عقیدہ ------------	۶۲
	شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ (استاذ مولانا محمد یسینؒ) کا عقیدہ ------------	۶۲
	مولانا عبدالرحمٰن بہبودیؒ (استاذ مولانا عبدالحنان ہیلیائیؒ) کا عقیدہ ------------	۶۲
	امام اہل السنۃؒ اور اشاعت التوحید کے اغراض و مقاصد ------------	۶۳
	فیصلہ قارئین پر ------------	۶۳
	فریقین میں شدت کم کرنے اور اتفاق کی ممکنہ صورت ------------	۶۴
	عقیدہ حیات النبی ﷺ میں اتفاق کی ممکنہ صورت ------------	۶۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۵	مسئلہ سماع موتی میں اتفاق کی ممکنہ صورت ----------	
۶۷	مسئلہ توسل بالذات میں اتفاق کی ممکنہ صورت ----------	
	پہلا باب غلط فہمیوں کا ازالہ	
۷۲	غلط فہمی (۱) جمعیت علماء اسلام کے پاس ''تسکین الصدور'' کے علاوہ کچھ نہیں۔	
۷۲	ازالہ: اہل سنت والجماعت کے پاس قرآن، سنت اور اجماع ہے اور تسکین الصدور میں اس کی ایک جھلک ہے ----------	
۷۳	علامہ صاحب کی خدمت میں ----------	
۷۴	غلط فہمی (۲) کہ مولانا سرفراز نے تسکین الصدور وغیرہ لکھ کر بریلویوں کو خوش کیا	
۷۴	ازالہ: امام اہل السنۃ کی زندگی اور خصوصاً رد بریلویت پر ایک نظر ----------	
۷۸	علامہ صاحب سے پہلا سوال ----------	
۷۸	بریلویوں کو کس نے خوش کیا؟ ----------	
۷۹	تسکین الصدور یا تشویش الصدور ----------	
۸۱	غلط فہمی (۳) جمعیت علماء اسلام سے بے جا مطالبہ ----------	
۸۱	ازالہ: علامہ صاحب کا اختلاف تمام علماء دیوبند سے ہے نہ کہ جمعیت سے --	
۸۱	غلط فہمی (۴) ''ان النبی ﷺ حی کما تقرر، وانہ یصلی فی قبرہ۔الخ پر اعتراض	
۸۲	ازالہ : یہ عبارت اکابر دیوبند کی ہے امام اہل السنۃ ان سے ناقل ہیں ---	
۸۴	علامہ آلوسیؒ اور قبر میں اذان واقامت ----------	
۸۵	ایک قابل غور بات: (علامہ کشمیریؒ کی عبارت میں ماخذ کی نشاندہی)	
۸۵	اکیلے جمعیت علماء اسلام تنقید کا نشانہ: (عبارت مذکورہ ماہنامہ تعلیم القرآن میں	

Scanned by CamScanner

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۸۲	بعد الوفات عالم قبر و برزخ میں اذان و اقامت اور امام ابن تیمیہؒ -------	
۸۷	علامہ صاحب سے ہمارا دوسرا سوال ------------	
۸۸	غلط فہمی (۵) ساتویں دلیل کا حوالہ ''مسند احمد'' پردے کر دھوکہ دیا ہے ------	
۸۸	ازالہ: اس غلطی کی وضاحت خود امام اہل السنۃ کر چکے ہیں --------	
۹۰	کیا اس غلطی کی اصلاح نہیں ہوئی؟ ------------	
۹۲	علامہ صاحب کے دوہرا اصول ------------	
۹۳	علامہ صاحب آپ بھی اپنا فریضہ ادا کریں ------------	
۹۳	علامہ صاحب کے بدلتے اصول (ایک غلطی الھصائر میں)	
۹۵	بدلتے اصول کا ایک اور نمونہ (سدی کی تفسیر حیاۃ فی القبر میں)	
۹۷	کیا علامہ صاحب کے ہاں مفتی رشید احمد لدھیانویؒ دیوبندی ہیں؟ ------	
۹۸	غلط فہمی (٦) حدیث من صلی ----- موضوع ہے ---------	
۹۹	ازالہ: (محمد بن مروان والی سند موضوع ہے ''ابوالشیخ'' کی روایت جید ہے)	
۱۰۰،۱۰۵	تلقی بالقبول پر اکابر اہل سنت سے چند حوالجات ------------	
۱۰۶	حدیث من صلی -- پر پیش کردہ علامہ ابن عبد الہادیؒ کا حوالہ اور اس کا جائزہ ۔	
۱۰۸	حدیث من صلی -- پر پیش کردہ علامہ کنانیؒ کا حوالہ اور اس کا جائزہ ----	
۱۰۹	اسنی المطالب کا حوالہ اور اس کی حقیقت ------------	
۱۱۱	امام بیہقیؒ اور حدیث من صلی ------------	
۱۱۱	علامہ ظفر احمد عثمانی اور حدیث من صلی ------------	
۱۱۱	امام ابن تیمیہؒ اور حدیث من صلی ------------	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۱۴	علامہ سیوطیؒ اور حدیث من صلی ------------------	
۱۱۴	علامہ محمد طاہر الفتنیؒ اور حدیث من صلی ------------	
۱۱۴	علامہ شوکانیؒ اور حدیث من صلی --------------	
۱۱۴	غلط فہمی (۷) بڑے بڑے محدثین کا اس کو ذکر کرنا اس کی صحت کی دلیل نہیں۔	
۱۱۴	ازالہ: محدثین نے ''جید'' بھی کہا اور احتجاج بھی کیا ہے جو صحت کی دلیل ہے۔	
۱۱۵	قاضی نور محمد صاحبؒ اور حدیث من صلی ------------	
۱۱۵	شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ اور حدیث من صلی --------	
۱۱۶	ماہنامہ تعلیم القرآن اور حدیث من صلی ----------------	
۱۱۶	علامہ خان بادشاہ صاحب سے تیسرا سوال ------------	
۱۱۶	غلط فہمی (۸) حدیث من صلی --- میں راوی ''عبدالرحمٰن'' مجہول ہے----	
۱۱۷	ازالہ: ''عبدالرحمٰن'' سے دو راویوں کی روایت ثابت ہے----------	
۱۱۸	جہالت حال تلقی بالقبول سے رفع ہو جاتی ہے------------	
۱۲۱	علامہ صاحب سے چوتھا سوال ----------------------	
۱۲۱	ایک اور اصولی جواب: محدثین نے اس کے لئے شواہد ذکر کئے ہیں -----	
۱۲۲	علامہ صاحب کا 'حسن بن صباح' پر جرح اور اس کا جائزہ ---------	
۱۲۳	امام اہل السنۃؒ کی عبارت --------------------	
۱۲۴	عبارت مذکورہ پر علامہ صاحب کا گرفت اور اس کا جواب -------	
۱۲۵	خلاصہ کلام ------------------------	
۱۲۵	حسن بن صباح پر پہلی جرح ''صدوق یہم'' سے اور اس کا جائزہ -----	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۲۶	دوسری جرح امام نسائی کا ''لیس بالقوی'' اوراس کا جائزہ ----------	
۱۲۸	غلط فہمی (۹) مولانا سرفراز توثیق کے الفاظ نقل کر کے جرح چھوڑ دیتے ہیں --	
۱۲۸	ازالہ: امام اہل السنۃؒ جرح وتعدیل میں اصول محدثین پر کاربند ہیں -----	
۱۲۹	حدیث من صلی ... کے راوی ''ابو معاویہ'' پر علامہ صاحب کا جرح ------	
۱۳۱	ابو معاویہ پر پہلی جرح ''مدلس ہونے کا'' اوراس کا جائزہ ----------	
۱۳۲	دوسری جرح ''مرجئی ہونے کا'' اوراس کا جائزہ -------------	
۱۳۳	تیسری جرح ''مضطرب ہونے کا'' اوراس کا جائزہ -------------	
۱۳۳	چوتھی جرح امام احمدؒ کا ''علی بن مسہر احب الی منہ فی الحدیث'' اوراس کا جائزہ	
۱۳۳	پانچویں جرح ''ابی معاویہ عن ہشام بن عروۃ'' کی طریق پر اوراس کا جائزہ۔	
۱۳۳	حدیث من صلی ... کے راوی ''امام اعمشؒ'' پر علامہ صاحب کا جرح -----	
۱۳۵	امام اعمشؒ پر ''مدلس ہونے'' کا جرح اوراس کا پہلا جواب امام اہل السنۃؒ سے	
۱۳۶	امام اعمشؒ کی تدلیس کا دوسرا جواب (خود علامہ صاحب کی زبانی) ------	
۱۳۷	امام اعمشؒ کی تدلیس کا تیسرا جواب (ائمہ احناف کے اصول حدیث سے)۔	
۱۳۷	امام اعمشؒ کی تدلیس کا چوتھا جواب: (یہ بخاری کی سند ہے)	
۱۳۸	غلط فہمی (۱۰) کہ توسل بالذات میں اختلاف لفظی قرار دے کر دھوکہ کیا ہے --	
۱۳۸	ازالہ: اکابر دیوبند کے بیان کردہ مفہوم کے پیش نظر نزاع لفظی ہے ------	
۱۴۱	توسل بالذات اور حکیم الامتؒ --------------------	
۱۴۲	توسل بالذات اور علامہ محمد تقی عثمانی دامت فیوضہم ----------	
۱۴۳	ایک اور غلط فہمی کا ازالہ (علامہ خان بادشاہ اور توسل بالذات کا مفہوم) ---	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	توسل بلفظ الجاہ اور علامہ آلوسیؒ: (اور علامہ خان بادشاہ صاحب کی تائید)	۱۴۵
	غلط فہمی (۱۱) توسل بحق فلاں شیعوں کا مسلک ہے------------	۱۴۶
	ازالہ (اہل سنت کے ہاں لفظ ''حق'' میں تفصیل ہے------------	۱۴۶
	اہل السنۃ والجماعۃ اور معتزلہ کا بنیادی اختلاف (وضاحت تسکین الصدور سے)	۱۴۷
	اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک (تسکین الصدور اور صوفی عبد الحمید سواتیؒ سے)	۱۴۷
	مولانا حسین احمد مدنیؒ اور توسل بحق فلاں: (نظریہ اہل سنت کی وضاحت)	۱۵۰
	خلاصہ کلام------------------------------	۱۵۱
	بحق فلاں اور شیعہ: (بحق فلاں مسلک شیعہ کی وضاحت علامہ گنگوہیؒ سے)	۱۵۱
	علامہ خان بادشاہ صاحب کے ہاں توسل بحرمت فلاں بھی شیعہ کا مسلک ہے	۱۵۳
	توسل ''بحرمت فلاں'' اور مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ------------	۱۵۳
	توسل ''بحرمت فلاں'' اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ------------	۱۵۴
	علامہ صاحب سے ہمارا پانچواں سوال------------------	۱۵۵
	علامہ صاحب سے ہمارا چھٹا سوال------------------	۱۵۵
	علامہ خان بادشاہ اور حدیث اعمیٰ (حدیث توسل میں اضطراب کا دعوی)---	۱۵۵
	ابو جعفر راوی کی تعین (ابو جعفر کے اساتذہ اور تلامذہ کی روشنی میں)	۱۵۷
	مدنی اور مدینی کا چکر----------------------	۱۶۰
	حافظ ابن حجرؒ اور ابو جعفر----------------------	۱۶۲
	توسل بالذات اور امام احمدؒ----------------------	۱۶۲
	توسل بالذات اور علماء اسلام----------------------	۱۶۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	علامہ شامیؒ اور توسل بالذات	۱۲۵
	ملا علی قاریؒ اور توسل بالذات	۱۲۵
	علامہ آلوسیؒ اور توسل بالذات	۱۲۵
	مجدد الف ثانیؒ اور توسل بالذات	۱۲۶
	شاہ ولی اللہؒ اور توسل بالذات	۱۲۶
	شاہ عبدالعزیزؒ اور توسل بالذات	۱۲۷
	شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور توسل بالذات	۱۲۷
	علامہ رشید احمد گنگوہیؒ اور توسل بالذات	۱۲۷
	مولانا حسین احمد مدنیؒ اور توسل بالذات	۱۲۷
	مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ اور توسل بالذات	۱۲۸
	مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور توسل بالذات	۱۲۸
	علامہ ظفر احمد عثمانیؒ اور توسل بالذات	۱۲۹
	علامہ کشمیریؒ اور توسل بالذات	۱۲۹
	غلط فہمی (۱۲) نبی علیہ السلام کو بجسد عنصری زندہ ماننا شیعوں کا مسلک ہے	۱۷۰
	ازالہ: نبی علیہ السلام کو بجسد عنصری زندہ ماننا اہل سنت کا مسلک ہے	۱۷۰
	حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ	۱۷۱
	مفتی رشید احمد گنگوہیؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ	۱۷۲
	مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ	۱۷۳
	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ	۱۷۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۷۴	علامہ کشمیریؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ -----------	
۱۷۵	مولانا ادریس کاندھلویؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ -----------	
۱۷۵	شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ -----------	
۱۷۶	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ -----------	
۱۷۷	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ -----------	
۱۷۸	مولانا محمد منظور احمد نعمانیؒ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ -----------	
۱۷۹	غلط فہمی (۱۳) کہ مولانا سرفراز نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی توہین کی ہے	
۱۸۰	ازالہ: امام اہل السنۃؒ نے ام المومنینؓ کے عظمت کا واضح اعتراف کیا ہے---	
۱۸۲	غلط فہمی (۱۴) مولانا سرفراز نے امام ابن تیمیہؒ کی شان میں گستاخی کی ہے--	
۱۸۳	ازالہ: امام اہل السنۃؒ نے امام ابن تیمیہؒ کی شان میں گستاخی نہیں کی بلکہ ان کی طبعی شدت کو بیان کیا ہے اور ان کے تفردات کی وجہ سے ان پر علماء کی تنقید ذکر کی ہے لیکن اس کو ناقدانہ اور معاصرانہ قرار دے کر ان کا دفاع کیا ہے	
۱۸۷	خلاصہ کلام -----------	
۱۸۷	غلط فہمی (۱۵) ''حدیث عرض الاعمال'' کو اشاعت کے مقابلہ میں صحیح کہا---	
۱۸۸	ازالہ: (''حدیث عرض الاعمال'' کو محدثین واکابر دیوبند کے اعتماد پر صحیح کہا۔	
۱۸۹	غلط فہمی (۱۶) کہ مولانا سرفراز خود علامہ ہیثمیؒ کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتا-----	
۱۹۰	ازالہ: علامہ صاحب ''احسن الکلام'' کی عبارت سے دھوکہ کھا گئے-----	
	مسئلہ عرض الاعمال پر شبہات کا ازالہ	
۹۲	علامہ صاحب کا پہلا شبہ: اس حدیث کے راوی ''عبد المجید'' ضعیف ہے---	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	جواب (۱) ابن حبانؒ کی جرح کا تعاقب حافظ ابن حجرؒ سے ----------	۱۹۳
	شیخ بشار عواد اور شیخ شعیب الارنوطؒ کی تحقیق (یہ راوی صدوق نہیں بلکہ ثقہ ہے)	۱۹۵
	علامہ عراقیؒ، علامہ قسطلانیؒ، ملا علی قاریؒ اور شیخ عوامہ نے "جید اور حسن" کہا ہے	۱۹۶
	جواب (۲) اگر راوی مختلف فیہ مان لیا جائے تب بھی حسن الحدیث ہے---	۱۹۸
	جواب (۳) اگر بالفرض ضعیف تسلیم کر لیں تب بھی شواہد سے قابل احتجاج ہے	۱۹۹
	جواب (۴) اگر استدلال کی بنیاد مرسل روایت پر ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں	۲۰۰
	بکر بن عبداللہ المزنیؒ کی مرسل روایت اور توثیق رجال ---------	۲۰۰
	احتجاج مرسل کی بحث خود علامہ صاحب اور اصول حدیث سے --------	۲۰۳
	بکر بن عبداللہ المزنیؒ کی دوسری سند مع توثیق رجال -------------	۲۰۵
	علامہ خان بادشاہ صاحب کا دوسرا شبہ: (حدیث الحوض سے تعارض)	۲۰۷
	جواب: (اکابر اہل سنتؒ نے ظاہری تعارض کو کئی وجوہ سے رفع کیا ہے----	۲۰۸
	حدیث عرض الاعمال اور حدیث الحوض میں رفع تعارض کی چار توجیہات ---	۲۰۸
	توجیہ کی پہلی صورت: علامہ ابن الجوزیؒ، حافظ ابن الملقنؒ، علامہ عینیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ منظور احمد نعمانیؒ سے -------------	۲۰۸
	توجیہ کی دوسری صورت: علامہ کشمیریؒ، شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ زرقانیؒ، علامہ منظور احمد نعمانیؒ اور مولانا غلام اللہ خانؒ سے -------------	۲۱۱
	توجیہ کی تیسری صورت: علامہ آلوسیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مفتی رشید احمد لدھیانویؒ سے -------------	۲۱۴
	توجیہ کی چوتھی صورت: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ زرقانیؒ سے --------	۲۱۵
	غلط فہمی (۱۷) حدیث عرض الاعمال طبقہ چہارم کے روایات میں سے ہے--	۲۱۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۱۷	ازالہ: طبقہ چہارم کی روایت بھی صحیح ہو سکتی ہے تفصیل امام اہل السنۃؒ سے---	
۲۱۸	عرض الصلوٰۃ علی النبی ﷺ: ذکر الخاص بعد العام کے قبیل سے--------	
۲۲۴	عرض الاعمال اور علامہ نیلویؒ: نیلوی صاحب جسم مثالی پر عرض کے قائل ہیں	
۲۲۵	غلط فہمی (۱۸) صبح و شام پیش ہونے کا معنی تمام اعمال ہے جو شیعہ کا مسلک ہے	
۲۲۵	ازالہ: صبح و شام اعمال پیش ہونے کے اوقات ہیں نہ کہ تفصیلاً عرض------	
	مسئلہ عرض الاعمال اور مفسرین اہل سنت	
۲۲۶	علامہ آلوسیؒ، علامہ قرطبیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے--	
	مسئلہ عرض الاعمال اور محدثین، شارحین اور اکابر امت	
۲۲۸ تا ۲۴۴	حافظ ابن حجرؒ، علامہ عینیؒ، علامہ مبارکپوریؒ، ملا علی قاریؒ، علامہ قسطلانیؒ، علامہ خطابیؒ، علامہ داؤدیؒ، علامہ ابن الحاج مالکیؒ، علامہ تاج الدین سبکیؒ، علامہ سمہودیؒ، علامہ کشمیریؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولانا یوسف لدھیانویؒ، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، شیخ الھند مولانا محمود حسنؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ، مولانا محمد یونس جونپوریؒ، مولانا عبداللہ بہلویؒ، امام ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن القیمؒ سے---------------	
	عرض اعمال الاحیاء علی الاموات	
۲۴۶	حضرت انسؓ کی روایت پر اصول حدیث کی روشنی میں مختصر بحث--------	
۲۴۹	غلط فہمی (۱۹) عرض الاعمال پر امام سہروردیؒ سے استدلال کیا ہے-------	
۲۴۹	ازالہ: امام سہروردیؒ کا حوالہ بطور تائید ہے نہ کہ بطور استدلال-------	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مسئلہ عرض الاعمال اور روایات موقوفہ	
	پہلی روایت: اعمال کی پیشی پر حضرت ابوایوب انصاریؓ کی صحیح روایت ----	۲۵۰
	دوسری روایت: اعمال کی پیشی پر حضرت ابوالدرداءؓ کی صحیح روایت ------	۲۵۳
	تیسری روایت: اعمال کی پیشی پر حضرت ابو ہریرہؓ کی صحیح روایت -------	۲۵۶
	مسئلہ عرض الاعمال اور شاہ محمد اسحٰق ----------------	۲۵۹
	مسئلہ عرض الاعمال اور علامہ نواب قطب الدین خانؒ ----------	۲۵۹
	غلط فہمی (۲۰) مولانا سرفراز نے امام ذہبیؒ کی طرف وہم کی نسبت کی ہے---	۲۵۹
	ازالہ: امام اہل السنۃؒ نے دلائل سے امام ذہبیؒ کی طرف وہم کی نسبت کی ہے-	۲۶۰
	امام ذہبیؒ کے وہم پر امام اہل السنۃؒ کی قائم کردہ دلیل ----------	۲۶۲
	امام ذہبیؒ کے وہم پر دوسری دلیل ------------------	۲۶۴
	امام ذہبیؒ کا وہم اور علامہ خان بادشاہ کا ناکام دفاع ----------	۲۶۵
	دوسری ناکام کوشش اور علامہ صاحب کی ایک فنی غلطی --------	۲۶۶
	تیسری ناکام کوشش --------------------	۲۶۸
	غلط فہمی (۲۱) حافظ ابن حجرؒ نے بھی امام ذہبیؒ والا اشکال کیا ہے--------	۲۷۱
	ازالہ: حافظ ابن حجرؒ نے امام ذہبیؒ کا اشکال نقل کر کے جواب دیا ہے-----	۲۷۱
	غلط فہمی (۲۲) مولانا سرفراز نے امام ابوحنیفہؒ کو سماع موتی کا قائل لکھا ہے---	۲۷۲
	ازالہ: امام اہل السنۃؒ نے سماع موتی کو اہل سنت کا اختلافی لکھا ہے------	۲۷۲
	غلط فہمی (۲۳) مولانا سرفراز نے امام ابوحنیفہؒ پر افتراء کیا ہے--------	۲۷۷
	ازالہ: اشاعت التوحید والسنۃ بھی افتراء کرنے والے ہیں------	۲۷۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۷۸	غلط فہمی (۲۴) امام ابو یوسفؒ کا ترجمہ ''تہذیب'' سے نقل کر کے افتراء کیا ہے	
۲۷۹	ازالہ: ''احسن الکلام طبع اول میں غلطی ہوئی تھی بعد میں اصلاح ہو چکی ہے۔۔	
۲۷۹	غلط فہمی (۲۵) احسن الکلام میں لکھا ہے کہ ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں۔۔۔۔۔	
۲۸۰	ازالہ: ارواح کا اعلیٰ علیین میں ہونا قبر میں حیات کے منافی نہیں۔۔۔۔۔۔	
۲۸۱	غلط فہمی (۲۶) (ان محمد ﷺ قد مات ۔۔) سے وفات پر اجماع ہوا ہے۔۔۔	
۲۸۱	ازالہ: اس اس اجماع کا تعلق موت سے ہے بعد الوفات حیات سے نہیں۔۔	
۲۸۲	غلط فہمی (۲۷) اکابر دیو بند حیات برزخی مانتے ہیں اور مولانا سرفراز احمد خصری	
۲۸۲	ازالہ: حیات برزخی اور حیات جسمانی میں منافات نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۲۸۳	علامہ خان بادشاہ صاحب اور ایک فرضی واقعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۲۸۴	غلط فہمی (۲۸) مولانا سرفراز نے امام بخاریؒ کی رائے کو رد کیا ہے۔۔۔۔۔۔	
۲۸۴	ازالہ: امام اہل السنۃؒ نے امام بخاریؒ کی رائے جمہور کے مقابلے میں رد کیا ہے	
۲۸۵	اگر امام بخاریؒ کی رائے کو رد کرنا جرم ہے تو یہ جرم آپ کئی بار کر چکے ہیں۔۔۔	
۲۸۷	علامہ صاحب سے ساتواں سوال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
	دوسرا باب ''احادیث حیات الانبیاء'' پر اعتراضات کا جائزہ	
۲۸۸	حدیث ''الانبیاء احیاء'' پر اعتراضات کا جائزہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۲۸۹	پہلا اعتراض اور اس کا جائزہ :اس روایت کا ماخذ شفاء السقام ہے۔۔۔۔۔۔	
۲۸۹	(جواب) اس کی ماخذ ''مسند ابی یعلیٰ'' ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۲۹۰	دوسرا اعتراض اور اس کا جائزہ: امام ذہبیؒ نے اس کو منکر کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔	
۲۹۰	(جواب) اس کا جواب خود امام اہل السنۃؒ نے دیا ہے غلط فہمی (۲۰) ملاحظہ ہو	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۹۱	تیسرا اعتراض اور اس کا جائزہ: اس کے راوی ازرق بن علی مجروح ہے----	
۲۹۲	(جواب (۱) "یغرب" سے راوی کی روایت رد نہیں کی جاسکتی--------	
۲۹۳	جواب (۲) ازرق بن علی کی قوی متابع بھی موجود ہے----------	
۲۹۵	چوتھا اعتراض اور اس کا جائزہ: اس میں مستلم بن سعید کی وجہ سے نکارۃ ہے	
۲۹۶	(جواب) اس روایت میں کوئی نکارۃ نہیں علامہ صاحب کا مفروضہ غلط ہے	
۲۹۷	منکر کے اقسام: امام ذہبیؒ کی عبارت میں منکر اصطلاحی نہیں بلکہ تفرد مراد ہے۔	
۲۹۷	میزان الاعتدال، اور الکامل لابن عدی میں منکر کی اصطلاح کی وضاحت---	
۲۹۹	پانچواں اعتراض اور اس کا جائزہ : یہ روایت خبر واحد ہے جو مفید ظن ہوتی ہے	
۲۹۹	(جواب (۱) اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے لہذا مفید للقطع ہے---	
۳۰۰	تلقی بالقبول پر چند حوالجات-----------	
۳۰۱	(جواب (۲) احادیث حیات الانبیاء درجہ تواتر کو پہنچی ہے----------	
۳۰۱	چھٹا اعتراض اور اس کا جائزہ : خبر واحد صحیح کی شرط یہ کہ قرآن کے خلاف نہ ہو	
۳۰۲	(جواب) یہ روایت نہ آیت قرآنی کے خلاف ہے اور سنت مشہورہ کے---	
۳۰۲	ساتواں اعتراض اور اس کا جائزہ : اگر نبی علیہ السلام قبر میں سنتے ہیں تو پھر مسجد کی اذان کافی ہے قبر میں اذان کی کیا ضرورت------------	
۳۰۴	(جواب) علامہ صاحب عالم برزخ کو عالم دنیا پر قیاس کرتے ہیں-----	
۳۰۴	آٹھواں اعتراض اور اس کا جائزہ : رجال ابی یعلی ثقات صحت کو مستلزم نہیں--	
۳۰۴	(جواب) اصول اپنی جگہ مسلم لیکن بلا دلیل ضعیف بھی نہیں ہوتا------	
۳۰۵	نواں اعتراض اور اس کا جائزہ: اس کا "رد روح" والی روایت سے تعارض ہے	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۰۶	(جواب) ان دو روایتوں میں کوئی تعارض نہیں، (تفصیل اکابر دیوبند سے)	
	حدیث ''ما من احد یسلم'' پر اعتراضات کا جائزہ	
۳۱۳	پہلا اعتراض اور اس کا جائزہ: (اس حدیث کے راوی ''ابوصخر'' ضعیف ہے	
۳۱۴	(جواب) یہ راوی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ اور اس کی روایت صحیح ہوتی ہے	
۳۱۵	ائمہ رجال سے توثیق --------------------	
۳۱۶	ایک ناقد اور خصوصا امام ابن معینؒ سے ایک راوی کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہونے کی صورت میں محاکمہ --------------------	
۳۱۷	(لایتابع علیہ'' پر اصولی بحث --------------------	
۳۱۸	ابوصخر حمید بن زیاد ''صحیح مسلم'' کا راوی ہے اور ''صحیحین'' کی راویوں کی بحث	
۳۱۹	زیادہ سے زیادہ یہ ''مختلف فیہ'' ہے اور حسن الحدیث ہے (امام سندیؒ سے)	
۳۱۹	''ابوصخر'' پر شیخ بشار عواد اور شیخ شعیب الارنؤط کا تبصرہ --------------------	
۳۲۰	دوسرا اعتراض اور اس کا جائزہ: اس کی سند میں عبداللہ بن قسیط متکلم فیہ ہے --	
۳۲۰	یہ راوی ثقہ عندالجمہور رہیں: جرح کا مختصر جواب اصول حدیث سے -----	
۳۲۲	(یہ شیخین کے احتجاج راوی ہیں اور صحیحین کے احتجاج راویوں کی اصول)	
۳۲۴	علامہ صاحب سے آٹھواں سوال --------------------	
۳۲۵	تیسرا اعتراض اور اس کا جائزہ: یہ روایات ضعیف ہیں لہذا استدلال غلط ہے	
۳۲۵	جواب: یہ روایات بالکل صحیح ہے اور علامہ صاحب کا جرح مردود ہے -----	
	حدیث ''ان اللہ حرم علی الارض'' پر اعتراض کا جائزہ	
۳۲۷	علامہ صاحب کا اعتراض اور اس کا جائزہ: اس میں عرض کا ذکر ہے نہ کہ سماع	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	(جواب) یہ روایت حیات انبیاء پر واضح دلیل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۲۷
	امام ابن تیمیہؒ اور ملا علی قاریؒ نے اس سے سماع عند القبر پر بھی استدلال کیا ہے	۳۲۸
	علامہ عینیؒ، حافظ ابن الملقنؒ، حافظ ابن قیمؒ نے حیات انبیاء پر استدلال کیا ہے	۳۳۰
	حدیث ''فنبی اللہ حی'' پر اعتراض کا جائزہ	
	علامہ صاحب کا اعتراض اور اس کا جائزہ: ''زید بن ایمن'' مجہول راوی ہے	۳۳۵
	(۲) ''زید بن ایمن'' کی ''عبادہ بن نسی'' روایت مرسل ہوتی ہے)۔۔۔۔۔	۳۳۵
	(جواب) دونوں اعتراضات کے جوابات ''تسکین الصدور'' میں موجود ہے	۳۳۷
	''زید ابن ایمن'' مجہول نہیں امام ذہبیؒ نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۳۸
	''زید بن ایمن'' کو امام بخاریؒ نے بغیر تبصرہ کے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔۔	۳۳۸
	''امام بخاریؒ'' کے تواریخ کے اصول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۳۸
	اگر راوی سے روایت کرنے والا ایک ہو اور اس کی توثیق ثابت ہو تو یہ اس کی روایت کے لئے مضر نہیں (اصول حدیث کا بنیادی مسئلہ علامہ ابن القطانؒ، علامہ زیلعیؒ اور علامہ عینیؒ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۳۹
	حدیث ''ان للہ ملئکۃ سیاحین'' پر اعتراض کا جائزہ	
	علامہ صاحب کا اعتراض اور اس کا جائزہ: اس کی سند میں زاذان ضعیف ہیں	۳۴۱
	(جواب) (زاذان'' ثقہ عند الجمہور ہے اور اس پر جرح غیر معتبر ہے۔۔۔	۳۴۳
	زاذان راوی پر علامہ صاحب کے جرح کا خلاصہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۴۳
	پہلی جرح اور اس کا جائزہ (زاذان ''کثیر الخطاء'' تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۴۳
	(جواب) اس کا جواب ''تسکین الصدور'' میں موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔	۳۴۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۴۳	نیلوی صاحب کے ہاں ''کثیر الخطاء'' ہونا راوی کے ثقہ ہونے کے خلاف نہیں	
۳۴۴	دوسری جرح اور اس کا جائزہ: ''زاذان'' کثیر الکلام تھے۔۔۔۔۔۔۔۔	
۳۴۴	(جواب) ''کثیر الکلام'' ہونا اصول حدیث کی رو سے جرح نہیں۔۔۔۔۔۔	
۳۴۴	محدثین نے اس کو غیر معتبر جرح قرار دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۳۴۵	تیسری جرح اور اس کا جائزہ: ''ابو البختری احب الی منہ''۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۳۴۵	(جواب) (یہ اصول حدیث کی رو سے جرح نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۳۴۵	تفصیل علامہ لکھنویؒ، علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، شیخ عبد الفتاح ابو غدۃؒ سے۔۔۔۔	
۳۴۷	(جواب۲) (ابو البختری سے مراد فیروز الطائی ہے جو بالاتفاق ثقہ ہے۔۔۔	
۳۴۸	ابو البختری سے ''وہب کذاب'' مراد نہیں جیسا کہ نیلوی صاحب نے لیا ہے	
۳۴۸	فیروز الطائی ثقہ بالاتفاق کو زاذان سے اچھا کہنا زاذان کے ضعف کو مستلزم نہیں	
۳۵۰	ابو البختری کے متعلق عنایت اللہ شاہ بخاری کا ایک ملفوظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۳۵۰	چوتھی جرح اور اس کا جائزہ: ابن عدیؒ کا قول ''لا باس باحادیثہ اذا روی عنہ ثقۃ''	
۳۵۱	(جواب) اس روایت میں ''زاذان'' سے نقل کرنے والے ثقہ ہیں نہ کہ ضعیف	
۳۵۱	پانچویں جرح اور اس کا جائزہ: (امام حاکمؒ فرماتے ہیں ''لیس بالمتین عندہم	
۳۵۲	(جواب) اگر جرح مفسر نہ ہو تو اس سے عدالت ساقط نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔	
۳۵۲	چھٹی جرح اور اس کا جائزہ: (حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ''یرسل''۔۔۔۔۔۔۔	
۳۵۲	(جواب) ارسال راوی کے لئے سبب ضعف نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	
۳۵۲	ساتویں جرح اور اس کا جائزہ: (حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ''فیہ شیعیۃ۔۔۔۔۔	
۳۵۲	(جواب) ہر مبتدع کی روایت قابل رد نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۵۳	(تشیع کی تقسیم حافظ ابن حجرؒ سے)	
۳۵۵	بدعت کی تقسیم امام ذہبیؒ سے	
۳۵۵	مبتدع کی روایت کو کیسے صحیح قرار دیا جا سکتا ہے؟	
۳۵۶	غیر داعی کی روایت	
۳۵۹	زاذان محدثین اور ائمہ رجال کی نظر میں	
۳۵۹	تقریبا (۲۰) ائمہ محدثین سے زاذان کی ناقابل تردید توثیق	
	حدیث ''لیوشکن ان ینزل'' پر اعتراضات کا جائزہ	
۳۶۳	پہلا اعتراض اور اس کا جائزہ: ساتویں دلیل کی سند حذف کر کے دھوکہ کیا ہے۔	
۳۶۴	طبع اول میں جس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا تھا طبع دوم میں اسے شاہد بنایا۔	
۳۶۴	(جواب) امام اہل السنۃؒ اس کا جواب ''المسلک المنصور'' میں دے چکے ہیں	
۳۶۵	علامہ صاحب کا فریضہ: کہ واضح اعلان کریں کہ یہ دھوکہ نہیں غلطی تھی	
۳۶۶	دوسرا اعتراض اور اس کا جائزہ: (ثم لئن قام علی قبری کا حوالہ بخاری پر دیا۔	
۳۶۸	علامہ خان بادشاہ کا پیش کردہ تقابلی جدول	
۳۶۹	(جواب) علامہ صاحب کو علامہ ہیثمیؒ کی عبارت دھوکہ لگا ہے	
۳۶۹	علامہ ہیثمیؒ کے قول کی وضاحت	
۳۶۹	تیسرا اعتراض اور اس کا جائزہ: (ثم لئن قام۔۔ کے الفاظ بخاری میں نہیں ہیں	
۳۷۱	(جواب) امام اہل السنۃؒ نے یہ نہیں کہا کہ یہ الفاظ بخاری میں ہے بلکہ علامہ ہیثمیؒ کے حوالہ سے یہ کہا کہ اس روایت کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں	
۳۷۲	چوتھا اعتراض اور اس کا جائزہ: ساتویں دلیل کی سند میں ''محمد بن اسحاق'' ہے	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	(جواب) ''مسند ابی یعلیٰ'' کی سند میں ''محمد بن اسحاق'' راوی نہیں	۳۷۳
	ساتویں روایت کی سند اور توثیق رجال	۳۷۴
	ایک اہم اصول	۳۷۶
	(مسند ابی یعلیٰ کی سند پر ممکنہ پہلا اعتراض: اس میں ''ابن وہب'' مدلس ہے	۳۷۸
	(''ابن وہب'' طبقہ اولیٰ کے مدلس ہیں جس کی تدلیس مضر نہیں)	۳۷۸
	دوسرا ممکنہ اعتراض: سعید المقبری موت سے پہلے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔	۳۷۸
	(جواب (۱) ''سعید مقبری'' کا وفات سے پہلے اختلاط محل نظر ہے	۳۷۹
	(جواب (۲) (اگر اختلاط ثابت ہو تو اختلاط میں ان سے کسی نے اخذ نہیں کی	۳۷۹
	ساتویں دلیل کی صحیح اور قوی شاہد و متابع:	۳۸۰
	توثیق رجال:	۳۸۱
	تیسرا باب ''عبارات تسکین الصدور'' پر اعتراضات کا جائزہ	
	پہلی عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۸۲
	دوسری عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۸۳
	تیسری عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۸۴
	چوتھی عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۸۵
	پانچویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۸۸
	چھٹی عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۹۰
	ساتویں عبارت تبصرہ کا جائزہ	۳۹۱
	آٹھویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۹۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	نویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۹۴
	دسویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۹۷
	گیارہویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۳۹۸
	بارہویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۴۰۰
	تیرہویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۴۰۱
	چودہویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۴۰۱
	پندرہویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۴۰۳
	سولہویں عبارت پر تبصرہ کا جائزہ	۴۰۴
	اشاعت التوحید والسنۃ اکابر دیوبند کی نظر میں	۴۰۷
	خاتمۃ الکتاب	۴۱۰
	تمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بندہ اپنی اس کاوش کو امام اہل السنۃ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حافظ عبدالقدوس خان قارن صاحب دامت فیوضہم کے نام کرتا ہوں جنہوں نے ''مجذوبانہ واویلا، تصویر بڑی صاف ہے، اظہار الغرور، ایضاح سنت اور انکشاف حقیقت وغیرہ کتابیں لکھ کر امام اہل السنۃؒ کے دفاع اور مسلک اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کو مدلل انداز میں بیان کرنے کے ساتھ مخالفین کو خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔

(رسال محمد)

ایک گذارش

قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جہاں کتابت، عبارت یا کسی مسئلہ میں غلطی دیکھیں تو اس سے احقر کو آگاہ فرمائیں معقول اغلاط کی اصلاح میں ہمیں کوئی تامل نہ ہوگا بلکہ ہم اغلاط کی نشاندہی کرنے والوں کے مشکور ہوں گے۔

رائے گرامی مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی دامت فیوضہم

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بندہ کا دارالعلوم دیوبند میں بسلسلہ تعلیم شوال المکرم ۱۳۸۲ھ میں داخلہ ہوا اور شوال ۱۳۸۸ھ تک قائم رہا۔ اس وقت جماعت کے جن اکابر کی تصانیف سے شغف رہا ان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست تھا۔

دارالعلوم میں زیر تعلیم ایک افریقی طالب علم مولانا محمد یوسف تو تلا افریقی پاکستان سے حضرت مولانا کی کتابیں منگواتے تھے ان سے میرا یہ معاہدہ تھا کہ وہ حضرت مولانا کی ہر نئی کتاب کا ایک نسخہ میرے لیے محفوظ کرلیں۔ اس طرح حضرت کی اکثر کتابیں بندہ کو حاصل ہوتی گئیں، جن میں احسن الکلام، ازالۃ الریب، راہ سنت اور مقام امام اعظم ابوحنیفہ جیسی بڑی کتابیں بھی شامل تھیں اور چھوٹے سائز کی مختصر کتابیں۔ مختار کل، نور و بشر، طلقات ثلاثہ اور تکملہ احسن الکلام جیسی کتابیں شامل تھیں۔ بعد میں طبع ہونے والی کتابیں "تسکین الصدور" اور بعض دوسری کتابیں بھی حاصل ہوتی گئیں۔ پھر ان میں سے بہت سی کتابیں ہندستان میں بھی طبع ہوگئیں۔

مولانا مرحوم کی متعدد کتابوں (بشمول تسکین الصدور) پر اکابر علماء دیوبند کی وقیع تقریظات وتائیدات بھی شامل اشاعت تھیں۔

اس پس منظر میں بندہ کا یہ احساس قوی سے قوی تر ہوگیا کہ حضرت مولانا صفدر رحمہ اللہ نہ صرف اکابر علماء دیوبند کے علم، نظریات اور عقائد کے حامل ہیں؛ بلکہ ان کے ترجمان اور شارح بھی ہیں۔

اس لیے رد بدعت اور رد غیر مقلدیت سمیت تمام مختلف فیہ مسائل میں مولانا کی مکمل مدلل تحریریں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

''عادلانہ دفاع'' میں درج تفصیلات سے براہ راست بندہ کی واقفیت نہیں ہے؛ لیکن زیر بحث تین مسائل میں حضرت مولانا کی تحریرات سے مکمل اتفاق کیا جا سکتا ہے عادلانہ دفاع اسی سلسلہ کی تصنیف ہے۔

اللہ مصنف کتاب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مقبولیت سے نوازے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۹/۶/۱۹ھ = ۲۰۱۸/۳/۸ء

رائے گرامی مفتی دار العلوم دیو بند مولانا حبیب الرحمٰن خیر آبادی دامت فیوضہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين ،والصلوة والسلام على أشرف الانبياء سيدنا محمدو على اله وصحبه اجمعين. اما بعد

ہم نے اپنے اساتذہ کرام سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا یہ مقولہ سنا تھا کہ '' دنیا میں سب سے مشکل کام فتوٰی نویسی ہے اور سب سے آسان کام تنقید کرنا ہے '' مسائل تلاش کرنے میں ائمہ مجتہدین اور فقہائے کرام کے اقوال مختلفہ میں اصح، راجح اور مفتی بہ قول معلوم کرنے کے لیے پچاسوں کتابیں دیکھنی پڑتی ہیں لیکن تنقید کے لئے کسی علم وتحقیق کی یا محنت ومشقت کی ضرورت نہیں جیسے چاہے اپنی زبان وقلم کو حرکت میں لائے اور جو کچھ چاہے کہے یا لکھے، اپنے اساتذہ کرام سے یہ بھی سنا ہے کہ اعتراض تین وجہوں سے ہوتا ہے، کبھی کم علمی سے، کبھی کج علمی سے اور کبھی لاعلمی سے، اپنی ۸۸ سالہ عمر میں یہ بات بھی تجربے میں آئی کہ جب آدمی میں ضد اور عناد پیدا ہو جاتا ہے تو اسے حق بات سمجھ میں نہیں آتی ہے، وہ صراط مستقیم سے ہٹ کر ضلالت وگمراہی کے گھڑے میں جا گرتا ہے۔

'' عادلانہ دفاع '' نامی کتاب پڑھ کر یہ تینوں باتیں میرے سامنے گھومنے لگیں ، جماعت '' اشاعۃ التوحید والسنۃ '' کے بارے میں اس سے قبل یہاں سے فتوی دیا گیا تھا کہ اس کے نظریات وافکار اہل سنت والجماعت کے خلاف اور علمائے دیو بند کے عقیدہ وموقف، کے بھی خلاف ہیں اس کے نظریات وخیالات میں اعتزال اور غیر مقلدیت کی بو آرہی ہے، اسی جماعت سے تعلق رکھنے والے عالم '' خان بادشاہ '' نے کچھ اعتراضات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدرؒ پر کیے ہیں حضرت مولانا سرفراز صاحبؒ دیوبندی مسلک اور اہل سنت والجماعت کے انتہائی مستند عالم ہیں اور اہل سنت والجماعت کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں۔

پاکستان میں ایک گروہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قبر شریف میں حیات جسمانی کا قائل نہیں ہے اسی طرح سماع موتی عند القبر کا بھی قائل نہیں ہے حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحب نے اپنی کتاب ''تسکین الصدور'' میں ان دونوں مسئلوں کو بڑی تحقیق وضاحت کے ساتھ نہایت مدلل انداز میں بہت کافی وشافی طریقے پر لکھا ہے، اپنے موضوع پر یہ بے مثال اور تحقیقی کتاب ہے اہل سنت والجماعت اور علمائے دیوبند کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے اس پر ہمارے تمام ہی اکابر نے اتفاق کیا اور اسے خوب سراہا ہے مگر اختلاف کرنے والوں نے اپنا اختلاف جاری رکھا، یہاں تک کہ ہر فریق ایک دوسرے کی تضلیل کرنے لگا، تو ان دونوں کے درمیان صلح مصالحت کے لیے ۱۹۶۲ء میں حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) پاکستان تشریف لے گئے اور دونوں کے درمیان مصالحت کرائی، دونوں آپ کے فیصلے پر متفق ہو گئے۔

لیکن کچھ دنوں کے بعد پھر وہی اختلاف شروع ہو گیا اور آج تک چل رہا ہے انھی اختلاف کرنے والوں میں علامہ خان بادشاہ بھی ہیں جنہوں نے پھر اختلاف کو ہوا دی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز صفدر صاحب کی کتاب ''تسکین الصدور'' پر نکتہ چینی کی اور بہت سے اعتراضات کیے اللہ تعالی جزائے خیر دے ترجمان اہل سنت والجماعت مناظر اسلام مولانا رسال محمد صاحب (مہتمم جامعہ حدیقۃ العلوم باجا صوابی) حفظہ اللہ کو، انھوں نے ان اعتراضات کے بہت معقول ومسکت علمی اور مدلل جوابات دیے ہیں اور دفاع کر

صحیح حق ادا کیا۔ ہے وہ اپنے دفاع میں سو فیصد کامیاب ہیں ان کا علم تحقیقی ہے اور علوم شرعیہ میں ماشاء اللہ گہرا مطالعہ رکھتے ہیں اللہ تعالی ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے گم گشتہ راہ و ہدایت عطا فرمائے ،اور خود مؤلف کو بہت جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے لیے اس کتاب کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

حبیب الرحمٰن خیر آبادی عفا اللہ عنہ

مفتی دار العلوم دیو بند

۸/ رجب ۱۴۳۹ھ

رائے گرامی استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده محمد و علی آله واصحابه واتباعه من المحدثین المجتهدین الصالحین الی یوم الدین اما بعد:

ہر باطل مذہب کی بنیاد دو فاسد اصولوں پر ہوتی ہے ایک یہ کہ قرآن وحدیث میں تحریف معنوی کر کے اپنے مزعومہ فاسد عقائد ونظریات پر اس کو فٹ کرنا دوسرا سلف صالحین اور اکابرین امت پر طعن وتشنیع اور الزام تراشی کر کے ان سے تنفر و بدظن کرنا کیونکہ سب اہل باطل جانتے ہیں کہ جب تک امت مسلمہ کو سلف صالحین اور اکابر امت کے ساتھ عقیدت ومحبت کا رشتہ استوار ہے، ان پر اعتماد قائم ہے اور خلف نے اپنے سلف کا دامن مظبوطی کے ساتھ پکڑا ہوا ہے تب تک ان کے تحریفی عقائد ونظریات جو سلف صالحین کے عقائد ونظریات سے متصادم ہیں وہ اہل حق کے مذہبی طبقہ میں نہ چل سکتے ہیں نہ ان میں مقبولیت حاصل کر سکتے ہیں پس اعتماد علی السلف اور ان کے ساتھ حسن ظن اہل باطل کے راستہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے بلکہ سد سکندری ہے وہ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے سلف صالحین اور اکابر پر تبرا، الزام تراشی اور طعن وتشنیع کر کے ان سے بد اعتمادی، بدظنی اور بغض ونفرت پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں پس جس پر ان کا یہ جادو چل گیا نتیجۃً وہ اپنے اسلاف واکابر سے تنفر ہو گیا ان سے سوءظنی اور بداعتمادی کے مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا وہ ان کا ترانوالہ ہے وہ جب چاہیں اس کو نگل کر ہڑپ کر لیں وہ ان کا شکار ہے جس وقت چاہیں اس کو اپنے جال میں پھنسا کر شکار کر لیں قریب زمانہ کے

اکابرین میں امام اہل السنّت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور قائد اہل السنّت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنیؒ کے متعلق ہمارے مربی و مشفق استاذ محترم حکیم العصر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی سابق امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے میں نے بارہا سنا انہوں نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالی کے ہاں اجمالی ایمان معتبر ہے تو میرا ایمان اور میرا عقیدہ وہی ہے جو مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور مولانا قاضی مظہر حسینؒ کا ہے جمعیہ اشاعت توحید والسنہ کی ایک عجیب شخصیت علامہ خان بادشاہ نے امام اہل سنتؒ کی مختلف موضوعات پر تصنیف کردہ کتب کا مطالعہ کر کے بزعم خویش تقریباً (۶۱) اعتراضات کئے ہیں (حضرت نے اندازہ بتایا ہے۔ رسال محمد) اور اصل مقصد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع موتی، توسل بالذات، عرض اعمال، سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی علیہ الصلوۃ والسلام کو مشکوک بنانے کی سعی مذموم ہے اللہ تعالی جزائے خیر دے ہمارے دوست مناظر اسلام محقق عام حضرت قاری رسال محمد کو کہ انہوں نے اپنی علالت کے باوجود بڑا وسیع مطالعہ اور سعی بلیغ کر کے خان بادشاہ صاحب کے (۶۱) اعتراضات کے بہت ہی محقق مدلل عام فہم انداز میں اور نہایت شستہ و سنجیدہ طریقہ سے جوابات دئے ہیں حضرت قاری صاحب مدظلہ نے ایک طرف امام اہل سنتؒ کی کتب کا مطالعہ کیا دوسری طرف خان بادشاہ صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا نیز کتب حدیث، اور فن اسماء الرجال اور اکابرین دیوبند کی کتب کو سامنے رکھ کر اکثر جوابات میں تین انداز اختیار کئے ہیں تحقیقی جواب، قائد اہل سنت پر کئے گئے اعتراضات کا قائد اہل سنت کی کتب سے جواب اور خود خان بادشاہ کی اپنی کتابوں کی روشنی میں الزامی جواب یعنی خان بادشاہ صاحب پنی کتب کے حوالہ سے اپنے اعتراضات کا

زد میں خود آجاتے ہیں در حقیقت خان بادشاہ صاحب اعتراضات کر کے امام اہل سنت کی شخصیت کو مجروح کر کے ان سے اور ان کی کتب سے اعتماد ختم کرنا چاہتے تھے لیکن امید ہے کہ ''امام اہل سنت کا عادلانہ دفاع'' کے مطالعہ سے امام اہل سنت اور ان کی کتب پر اعتماد بڑھ جائے گا اور جن عقائد کو خان بادشاہ صاحب مشکوک بنانا چاہتے تھے ان پر عقیدہ و یقین اور بھی پختہ ہو جائے گا میرا خیال یہ ہے کہ اگر خان بادشاہ موصوف ضد و تعصب کو چھوڑ کر بنظر انصاف عادلانہ دفاع کا مطالعہ کریں گے تو اپنے اعتراضات کی نامعقولیت اور بودے پن پر خود ان کا سر بھی ندامت سے جھک جائے گا اور ''ثم نکسوا علی رؤسهم'' کی کیفیت ہویدا ہو جائے گی اور انکے تحت الشعور میں یہ احساس بیدار ہو گا کہ ایک علمی قد آور شخصیت کی پگڑی کو ایک علمی بونے نے کود کود کر، اچھل اچھل کر اچھالنا چاہا تھا لیکن اس نے کود کود کر، اچھل اچھل کر اپنا ستیاناس کر لیا مگر ان کی پگڑی تک بونے کا ہاتھ نہ پہنچ سکا، دعا ہے اللہ تعالی حضرت قاری صاحب مدظلہ کے دین و ایمان، علم و عمل صحت و عمر اور مال و اولاد میں برکتیں عطا فرمائے اور عادلانہ دفاع کو قبولیت تامہ عامہ کی نعمت سے سرفراز فرما کر دنیا میں ہدایت کا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائیں۔

منیر احمد منور خادم الاساتذہ والطلبہ

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

۳/ اکتوبر ۲۰۱۸ء

سبب تالیف

علامہ خان بادشاہ صاحب جماعت اشاعت التوحید والسنۃ سے تعلق رکھنے والے ایک جید عالم دین اور کئی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ اپنے حلقہ میں فن اسماء الرجال کے حوالہ سے کافی شہرت رکھتے ہیں۔ علامہ صاحب کی کتابوں سے مناسبت رکھنے والوں کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ ان کی کتب کی نمایاں باتوں میں ایک امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدرؒ پر بے جا تنقید اور بلا ضرورت حد سے زیادہ غصہ پایا جاتا ہے، علامہ صاحب نے امام اہل السنۃؒ کو یا تو ان غلطیوں پر تنقید کا نشانہ بنایا ہے جن کی اصلاح بعد کی طباعتوں میں ہو چکی ہے اور علامہ صاحب مسلسل اس کو نظر انداز کر کے ہر نئی تصنیف میں دہراتے ہیں، اور یا ان مخصوص مسائل کی وجہ سے جس میں علامہ صاحب اور ان کی جماعت اہل سنت والجماعت علماء دیوبند سے الگ اور جداگانہ موقف رکھتی ہے۔ علامہ صاحب کے ان بے جا اعتراضات کے جوابات کی تو چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ پہلے ہی سے ایسی قسم کے اعتراضات کے جوابات میں کئی کتابیں منظر عام پر آچکی تھی مثلاً (مجذوبانہ واویلا، تصویر بڑی صاف ہے کبھی جان گئے، اظہار الغرور، قہر حق بر صاحب ندائے حق وغیرہ) لیکن جب علامہ صاحب اپنی ہر نئی تصنیف انہی اعتراضات سے مزین کرنے لگے اور جواب کا مطالبہ چیلنج کی حد تک بڑھنے لگا تو اس بات کا خطرہ محسوس ہوا، کہ علامہ صاحب کا یہ مطالبہ اور چیلنج پر مبنی کلام اس میدان اور خصوصاً امام اہل السنۃؒ کی کتب سے ناواقف و نابلد نیز طالب علمانہ اذہان کے شکوک وشبہات کا سبب بن سکتا ہے، پس ایسے حالات میں ضروری تھا کہ علامہ صاحب کے اشکالات وشبہات کا جائزہ لیا جائے، سب سے پہلے اس اہم کام کا آغاز بندہ کے ایک معتمد شاگرد اور برصغیر پاک وہند کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے مولانا رومان حکیم

صفدر رحمنا اللہ بطول حیاتہ نے کیا لیکن علمی مصروفیات کی بناء پر وہ یہ کام پورا نہ کر سکے اور یہ بار گراں بندہ کے کندھوں پر ڈال دیا اگر چہ بظاہر یہ علامہ صاحب کے اعتراضات واشکالات کے جوابات ہیں، لیکن درحقیقت یہ امام اہل السنۃؒ اور ان کے کتب کے ساتھ ان کے اور علماء دیوبند کے عقائد ونظریات کا دفاع تھا، جو ایک مشکل مرحلہ ہونے کے ساتھ بے حد ضروری بھی تھا، بالآخر بندہ نے اللہ کا نام لے کر کام کو آگے بڑھایا، ہم نے اعتراضات کے جوابات میں زیادہ تر امام اہل السنۃؒ اور ان کے فرزند ارجمند حافظ عبدالقدوس خان قارن صاحب دامت برکاتہم کے تحریرات کو بنیاد بنایا ہے، اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی امام اہل السنۃؒ کے موقف خصوصا مسئلہ عرض الاعمال کو مزید دلائل اہل سنت سے مزین فرمایا۔ علامہ خان بادشاہ صاحب نے ایک ایک اعتراض کو کئی مرتبہ اور کئی کتابوں میں دہرایا ہے اس لئے کتاب میں تکرار سے بچنے کی کوشش کے باوجود تکرار کے لئے معذرت خواہ ہیں، کتاب میں ادب واحترام کی کافی کوشش کی گئی ہے اس کے باوجود بھی اگر کہیں تیزی نظر آرہی ہو تو عمل نہیں بلکہ ردعمل ہوگا۔ ہم نے کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے پہلا باب ''غلط فہمیوں کا ازالہ'' اس باب کے تحت علامہ صاحب کے ۲۸ غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے، دوسرا باب احادیث ''حیات الانبیاء پر اعتراضات کا جائزہ'' تیسرا باب عبارات ''تسکین الصدور پر اعتراضات کا جائزہ'' اس باب میں ۱۶ عبارات پر اعتراضات کے جوابات ہیں ان ابواب کے اندر علامہ صاحب کے زیادہ تر وہ اشکالات شامل کتاب کر دیئے گئے ہیں جو حیات الانبیاء، توسل، عرض الاعمال، اور قدر مختصر سماع موتی سے متعلق تھیں۔ بقیہ اشکالات خصوصا جو عقیدہ عذاب قبر، حیات فی القبر، اور احادیث عذاب قبر سے متعلق ہیں اس کو ہم نے کتاب کے حصہ دوم میں شامل کی ہیں۔ ہم ان تمام ساتھیوں خصوصا مولانا مشتاق احمد

صاحب اور مولانا عرفان اللہ النعمانی صاحب (مردان) کے بے حد ممنون ہیں جنھوں نے کتاب کی تیاری میں بھرپور تعاون کیا۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتبعاہ

آمین بجاہ سید المرسلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

امام اہل السنۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء اور رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے تلامذہ اور خلفاء میں سے تھے ۱۹۵۷ء میں جب حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے تلامذہ اور خلفاء نے قرآن وسنت کی تعلیمات کو فکر حسینی کے طرز پر عام کرنے کے لئے ''جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ'' کے نام سے جماعت کی بنیاد رکھی تو مولانا حسین علی صاحبؒ سے تلمذانہ نسبت کی بنیاد پر امام اہل السنۃؒ نہ صرف یہ کہ اس کا حصہ بنے بلکہ دستور ساز کمیٹی کا رکن بھی قرار پائے فکر حسینی کی نشر واشاعت کے لئے بنی اس جماعت کو بہت جلد نظر لگ گئی اور بد قسمتی سے بعض جماعتی احباب نے چند مخصوص مسائل (حیات الانبیاء علیہم السلام وغیرہ) میں ایسی راہ اپنا لی جو کہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی مؤقف کے خلاف ہونے کے ساتھ جماعتی دستور کے بھی خلاف تھی کیونکہ جماعت کے دستور میں ''اشاعت سنت'' کی وضاحت بایں الفاظ موجود ہے ''جملہ مسائل اہل سنت والجماعت کو حق سمجھتے ہوئے مسائل فقہ میں مسلک سراج الامت امام ابی حنیفہؒ کی پیروی اور ترویج کرنا''۔(۱)

جماعتی احباب کی اسی روش اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مؤقف سے انحراف نے بالآخر امام اہل السنۃؒ کو جماعت سے علیحدگی کے فیصلہ پر مجبور کیا تاہم اس کی وجہ سے فکر حسینی میں کوئی تزلزل نہیں آیا جس پر امام اہل السنۃؒ کی تمام زندگی سمیت فرق باطلہ کے

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی ۱۹۸۷ء ص:۳۰

تعاقب میں لکھی گئی کتابیں شاہد ہیں جو اکابر دیوبند سے بھی داد تحسین وصول کر چکے ہیں لیکن اس کے برعکس مخالفین نے امام اہل السنۃؒ کو فکر حسینی اور علماء دیوبند سے منحرف اور خارج تو کیا بریلویوں اور مشرکین کا معاون قرار دے دیا جس کا نمونہ آپ اس کتاب میں دیکھ سکتے ہیں حالانکہ بات چند مخصوص مسائل کی تھی جس کا اعتراف خود مورخ اشاعت میاں محمد الیاس بھی کرتے ہیں لکھتے ہیں: ''اور اس کا اعتراف نہ کرنا بخل ہوگا کہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ العالی کی ۱۹۶۰ء سے پہلے کی تصانیف مولانا حسین علی صاحبؒ کی فکر کی بہترین ترجمان ہیں واحسرتا، انہوں نے مسئلہ حیات النبی ﷺ میں مختلف انداز فکر اختیار کیا۔۔۔''(۱)

اب میاں صاحب نے اس بات کا کھلا اعتراف کیا کہ سبب اختلاف مسئلہ حیات النبی ﷺ تھا اور ۱۹۶۰ء کی قید بھی میاں صاحب نے اسی تناظر میں لکھا ہے باقی آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہے کہ جس طرح ۱۹۶۰ء سے پہلے کی کتابیں فکر حسینی کی ترجمان ہے بعد کی کتابیں بھی اسی تسلسل کی کڑی ہے جس کا خاکہ ہم کتاب میں پیش کر چکے ہیں لیکن امام اہل السنۃؒ کا جرم صرف یہ تھا کہ بعد کی کتابوں میں ان مخصوص مسائل کو مدلل بیان کیا اور انکار کرنے والوں کا آخر دم تک تعاقب کیا جس کا اظہار میاں صاحب نے ''واحسرتاہ'' کے الفاظ سے کیا۔

جب کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ میں امام اہل السنہؒ کا وہی موقف تھا جو جماہیر اہل سنت والجماعت کا ہے جس کی تائید ۱۹۶۲ء میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے فیصلہ اور

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۵۴

قدر مشترک عبارت پر اکابر اشاعت کے دستخط سے ہوئی کیونکہ اکابر اشاعت نے اس فیصلہ اور قدر مشترک عبارت پر دستخط کسی مصلحت کی بنا پر نہیں بلکہ اکابر دیوبند کا متفقہ موقف سمجھ کر کے کئے تھے ماہنامہ تعلیم القرآن میں اظہار حقیقت کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''چنانچہ مولانا غلام اللہ خان صاحب نے محترم قاضی نور محمد صاحب سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ اس پر دستخط کر دیئے جائیں کیونکہ سماع صلوٰۃ عند القبر الشریف پر تو تمام اکابرین علماء دیوبند متفق ہیں''۔(۱)

اور امام اہل السنۃؒ کے موقف کے حق ہونے کی دوسری تائید جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کا یہ جماعتی موقف ہے: ''کہ سماع صلوٰۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں لیکن جو لوگ قبر شریف کے پاس یعنی عند قبر النبی ﷺ صرف صلوٰۃ وسلام کے سماع کے قائل ہیں ہم ان کو کافر نہیں کہتے بلکہ ہم ان کو اہل سنت والجماعت سے خارج بھی نہیں قرار دیتے''۔(۲)

ایک طرف اتنی شدت کہ اسی مسئلہ کی بنیاد پر امام اہل السنۃؒ کو نہ دیوبندی ماننے کے لئے تیار ہیں اور نہ فکر حسینی پر کاربند جب کہ دوسری طرف ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو اہل سنت والجماعت سے خارج قرار نہیں دیتے ،کیا یہ دبی زبان میں امام اہل السنۃؒ کے موقف کی تائید اور جو حضرات اس عقیدہ کو فکر حسینی سے انحراف قرار دیتے ہیں ان کے منہ پر طمانچہ نہیں!!؟؟۔

نیز ان مخصوص مسائل میں اہل سنت والجماعت سے الگ موقف جماعت کے بعض احباب کا تھا اکثر احباب کا اسی جماعت میں رہ کر بھی وہی موقف تھا جو امام اہل السنۃؒ کا تھا

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء ص:۵۴۔

(۲) ماہنامہ تعلیم القرآن اکتوبر ۱۹۸۴ء ص:۱۷

اس بات کو تفصیل سے جاننے کے لئے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قیام، ہیئت ترکیبی، اغراض ومقاصد، مولانا حسین علی صاحبؒ کے خلفاء وتلامذہ میں سے امام اہل السنۃؒ کے ہم نظریہ حضرات اور اکابر اشاعت کے چند مشہور اساتذہ اکابر دیوبند کا تذکرہ چار وجہوں سے ضروری سمجھتے ہیں:

(۱) رئیس المفسرین مولانا حسین علی صاحبؒ کا نظریہ ان کی اپنی تحریرات کے علاوہ ان کے خلفاء وتلامذہ کے نظریات کی روشنی میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

(۲) جو مسائل امام اہل السنۃؒ کی جماعت سے علحیدگی کا سبب بنے ان مسائل میں مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ، خلفاء اور اشاعت التوحید کے اکابر میں سے کون کون امام اہل السنۃؒ کے ہمنوا تھے؟۔

(۳) تاکہ انصاف سے غور کرنے کا موقع مل جائے کہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے اغراض ومقاصد سے انحراف کس نے کیا ہے؟۔

(۴) امام اہل السنۃؒ کو فکر حسینی سے انحراف کا تو الزام دیا جا رہا ہے لیکن جو حضرات اپنے تمام اساتذہ اکابر دیوبند کے خلاف الگ راہ پر جا رہے ہیں ان کو کس نام سے موسوم کیا جائے۔

جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قیام:

نومبر ۱۹۵۷ء کو جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کی اجلاس میں شرکت کرنے والے حضرات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ ''شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ، شیخ الحدیث مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ، استاذ العلماء مولانا ولی اللہ صاحبؒ انہی والے، شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ خطیب گکھڑ، شیخ التفسیر مولانا قاضی

نور محمد صاحبؒ، مولانا محمد امیر صاحب بندیالویؒ، شیخ القران مولانا محمد طاہرؒ سرحدی (پنج پیر) مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ القران مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا سید سجاد بخاریؒ'۔(۱)

جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کی پہلی ہیئت ترکیبی:

جب پہلی مرتبہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کا قیام عمل میں آیا تو اس کی ہیئت ترکیبی اور تنظیمی ڈھانچہ یوں تھا:

(الف) سرپرست:

(۱) شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ ضلع کیمبل پور۔

(۲) استاذ العلماء مولانا ولی اللہ صاحب ضلع گجرات۔

(۳) صاحبزادہ مولانا محمد صادق صاحبؒ واں بھچراں۔

(۴) حضرت مولانا شیخ الحدیث سلطان محمود صاحبؒ۔

(ب) امیر:

حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ مدرسہ محمدیہ قلعہ دیدار سنگھ گجرانوالہ۔

(ت) نائب امیر:

(۱) حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحبؒ بخاری گجرات۔

(۲) حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ گجرانوالہ۔

(۳) حضرت مولانا محمد طاہر صاحبؒ مردان۔

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القران راولپنڈی جولائی ۱۹۸۷ء ص ۲۳،

ناظم اعلیٰ:

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ۔

نائب ناظم:

مولوی محمد یوسف خان صاحبؒ راولپنڈی۔

خازن:

حاجی فیروز الدین صاحبؒ راولپنڈی۔(۱)

جماعت کا دستور رقم کرنے کے لئے دستور ساز کمیٹی:

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کا دستور رقم کرنے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی وہ مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل تھی۔

(۱) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ (۲) مولانا قاضی نور محمدؒ (۳) مولانا قاضی شمس الدینؒ (۴) مولانا عبدالستارؒ (۵) شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ (۶) شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ (۸) مولانا نور احمد یزدانیؒ۔(۲)

۱۹۶۲ء کے تنظیمی ڈھانچہ کی تفصیل:

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے امیر اول مولنا قاضی نور محمد صاحبؒ ۱۹۶۲ء میں وفات پا گئے، قاضی صاحبؒ کی وفات کے بعد بتاریخ ۱۹۶۲/۷/۲۲ کو جمعیت اشاعت التوحید کے چوراسی (۸۴) علماء کا اجتماع ہوااور مندرجہ ذیل حضرات کا انتخاب کیا گیا۔

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی: ۱۹۸۷ء ص: ۲۸،۲۹

(۲) ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی ۱۹۸۷ء: ص: ۲۳

سرپرست:

(۱) شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتی ضلع کیمبل پور۔

(۲) شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ سابق مدرس مظاہر العلوم سہارنپور۔

(۳) استاذ العلماء حضرت مولنا ولی اللہ صاحبؒ میانوال۔

(۴) صاحبزادہ مولنا عبدالرحمٰن صاحبؒ واں بھچراں ضلع میانوالی۔

(۵) مولنا میاں خدا بخش صاحبؒ سجادہ نشین حضرو۔

(۶) مولنا محمد عرفان صاحبؒ مقام ڈانگری مانسہرہ ضلع ہزارہ۔

امیر (صدر):

حضرت مولنا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ۔

نائب امیر (نائب صدر):

(۱) حضرت مولانا شمس الدین صاحبؒ گوجرانوالہ۔

(۲) حضرت مولانا محمد امیر صاحبؒ سرگودھا۔

ناظم اعلیٰ:

شیخ القرآن مولنا غلام اللہ خان صاحبؒ راولپنڈی۔

نائب ناظم اعلیٰ:

مولنا سجاد بخاریؒ۔

معاون نائب ناظم:

حاجی محمد یوسف خان صاحبؒ۔(۱)

مزید تفصیل کے لئے سوانح مولانا حسین علیؒ، ص:۲۶۴ مؤلف میاں محمد الیاس۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کا پہلا سرپرست بھی مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ تھے اور پھر ۱۹۶۲ء میں دوبارہ سرپرست مقرر کئے گئے۔علامہ غورغشتویؒ کی وفات جنوری ۱۹۶۹ء میں ہوئی ماہنامہ تعلیم القران کی فائلیں اس پر شاہد ہیں کہ تادم وفات علامہ غورغشتویؒ اس منصب پر فائز رہے۔مثلاً علامہ غورغشتویؒ کے وفات کے بعد جمعیت اشاعت التوحید والسنہ نے ایک تعزیتی اجلاس مقرر کیا جس کی کارروائی کو بایں الفاظ درج کیا گیا:''جمعیت اشاعت توحید وسنت پاکستان کا یہ نمائندہ اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ خلیفہ ماذون رئیس المؤحدین سلطان العارفین حضرت مولانا حسین علیؒ وسرپرست جمعیت اشاعت توحید وسنت پاکستان کی وفات کو ملت اسلامیہ کے لئے سانحہ فاجعہ سمجھتے ہوئے دلی حزن وملال کا اظہار کرتا ہے''(۲)

اسی طرح اشاعت التوحید والسنہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۹ء کو قاضی عصمت اللہ صاحب کے زیر صدارت ایک اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پاس کی:''جمعیت اشاعت التوحید والسنہ قلعہ دیدار سنگھ کا یہ اجلاس شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ خلیفہ ماذون رئیس المؤحدین، سلطان العارفین، حضرت مولانا

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القران ۱۹۶۲ بابت ماہ اگست، ص:۳۹۔

(۲) ادارہ ماہنامہ تعلیم القران، جنوری، فروری ۱۹۶۹ بحوالہ پٹھانوں کے شاہ ولی اللہؒ، ص:۱۲۸

حسین علیؒ و سرپرست جمعیت مرکزیہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی جذبات رنج والم کا اظہار کرتا ہے"۔(۱)

مذکورہ اجلاسوں کی کاروائی سے واضح ہے کہ شیخ الحدیثؒ وفات تک جمعیت کے سرپرست رہ چکے ہیں اور ساتھ رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔

مولنا قاری سعید الرحمٰن علویؒ لکھتے ہیں: "شیخ الحدیثؒ نے ابتداء واں بھچراں اپنے پیر خانہ میں خاصا قیام کیا، اور پھر بقول آپ کے صاحبزادگان کے ۳۵ برس مسلسل حاضری دیتے رہے، پیر کامل کو مرید باصفا سے بڑا انس تھا اور یہاں تک فرمایا کہ "اگر خدا نے پوچھا کہ اپنے ساتھ کون سا سرمایہ لائے تو نصیر الدین کو پیش کروں گا"۔(۲)

مندرجہ بالا عبارات سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے وفات تک سرپرست رہے۔

(۲) رئیس الموحدین مولانا حسین علیؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔

(۳) مولنا حسین علیؒ کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔

اس تفصیل کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام" کے بارے شیخ الحدیثؒ کا نظریہ ذکر کیا جائے جس کی وجہ سے اشاعت التوحید والسنہ قائلین حیات اور خصوصاً امام اہل السنہؒ کو مطعون قرار دیتے ہیں ملاحظہ کریں۔

---

(۱) ادارہ ماہنامہ تعلیم القرآن، جنوری، فروری ۱۹۶۹ء بحوالہ پٹھانوں کے شاہ ولی اللہ، ص: ۱۲۷

(۲) پٹھانوں کے شاہ ولی اللہ، ص: ۴۸

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے پہلے سر پرست کا عقیدہ:

شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتوی فرماتے ہیں: ''میں (نصیرالدین) اور مولانا غلام اللہ خانؒ عقائد میں متفق ہیں، میں بھی نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد ''برزخی حیات'' کا قائل ہوں اور وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں، میں بھی یہ کہتا ہوں کہ روضہ پاک کے قریب میں جب درود جہراً پڑھا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جناب غلام اللہ خان صاحب نے بھی اپنے ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' میں یہ لکھا ہے ''اور نبی علیہ السلام اور سب اموات میں حیات برزخی ہے اور نبی علیہ السلام میں سب سے اکمل اور احسن ہے اس واسطے وہ قبر کے پاس درود وسلام سنتے ہیں''۔(۱)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے مولانا حسین علی صاحبؒ سے اس مسئلہ کا کبھی اختلاف نہیں سنا، اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے پوچھا تھا، یہ تو ایک اہل السنۃ والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔(۲)

شیخ الحدیثؒ نے اپنا نظریہ ''مشکوۃ شریف'' کے حواشی میں بھی واضح اور تفصیل سے لکھا ہے، لیکن ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' کے حوالے سے زیادہ مناسب سمجھا تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔ شیخ الحدیثؒ کا یہ واضح عقیدہ اور اعلان اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ ''حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ'' کے قطعاً منکر نہ تھے، ورنہ شیخ الحدیثؒ اپنے مرشد کے خلاف کیسے جا سکتے ہیں؟۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر ۱۹۶۰ ص: ۲۵، پٹھانوں کے شاہ ولی اللہ، ص: ۵۰

(۲) بحوالہ مقام حیات، ص: ٦٩٦

کہ ابتداء سے اشاعت التوحید والسنہ اس عقیدے کی منکر تھی اور نہ اس کے تمام اکابر اس کے منکر تھے جیسا کہ شیخ الحدیثؒ نے خود جماعت کے ناظم اعلیٰ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کا عقیدہ واضح طور بیان کیا باقی تفصیل آ رہی ہے۔

جماعت کے دوسرے سرپرست کا عقیدہ:

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے دوسرے سرپرست شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن بہوڈیؒ ہیں وہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ کا مضمون جو مختلف رسائل میں طبع وشائع ہو چکا ہے اس باب میں بہترین مضمون ہے''۔(۱)

اور مولانا منظور نعمانیؒ نے جو مضمون لکھا ہے اس میں عقیدہ حیات الانبیاء بایں الفاظ موجود ہے: ''بہرحال ''حیات انبیاء علیہ السلام'' کا یہ مطلب کسی کے نزدیک بھی نہیں کہ ان پر موت قطعاً طاری ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وفات کے بعد ان حضرات کو پھر حیات (مع الجسد) بخش دی جاتی ہے اور وہ صحیح وسالم قبروں میں رہتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے' ہذا الجواب ویتوب اللہ علی من تاب''۔(۲)

علامہ نعمانیؒ اسی مضمون میں لکھتے ہیں: ''ایک دوسرا مطلب حضرت صدیق اکبرؓ کے اس ارشاد کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگرچہ عوام الناس کے لئے دو موتیں ہیں پہلی دفعہ اس دنیا میں ان پر موت وارد ہوتی ہے، پھر قبر میں نکیرین کے سوال وجواب کے وقت ان کو زندہ کر دیا جاتا ہے، اور اس سے فراغت کے بعد دوبارہ ان پر موت طاری کر دی جاتی ہے۔۔

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی واگست ۱۹۶۰

(۲) ماہنامہ تعلیم القرآن مئی ۱۹۵۹ء ص: ۳۲

لیکن رسول اللہ ﷺ کے لئے صرف اسی دنیا کی ایک موت مقدر تھی جو آپ پر وارد ہو گئی، اس کے بعد جب قبر مبارک میں آپ کو پھر حیات بخشی جائے گی تو وہ برابر قائم رہے گی، اور عوام الناس کی طرح ان پر دوبارہ موت طاری نہیں ہوگی"۔(۱)

علامہ نعمانیؒ کی عبارات سے صاف واضح ہے کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی ہے، اور انبیاء علیہم السلام کو وفات کے بعد قبر میں جو حیات ملتی ہے وہ برابر قائم رہے گی اور شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن بہودیؒ کے ہاں یہ مضمون پسندیدہ تھا، معلوم ہوا کہ اشاعت التوحید والسنہ کا دوسرا سرپرست بھی حیات جسمانی کا عقیدہ رکھتے تھے۔

مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ، خلفاء اور اکابر اشاعت کا عقیدہ:

(۱) مولانا قاضی غلام مصطفیٰ مرجانیؒ کا عقیدہ:

مولانا حسین علیؒ کے خلفاء اور اشاعت التوحید والسنہ کے اکابر میں سے ایک "مولانا قاضی غلام مصطفیٰ صاحبؒ" تھے میاں محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں "شیخ الادب مولانا قاضی غلام مصطفیٰ مرجانیؒ حضرت مولانا حسین علیؒ کے مرید باصفا، مجاز صحبت اور جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے اکابرین سے تھے"۔(۲)

آپ کی وفات ۲۹ جون ۱۹۷۷ء کو ہوئی اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۳)

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن مئی، ص: ۱۹۵۹

(۲) سوانح مولانا حسین علی، ص. ۳۲۹.

(۳) ایضا

مولانا غلام مصطفیٰ مرجانیؒ نے دو کتابیں بطور یادگار چھوڑیں جس میں ایک "الوصایا فی المزایا" (وصیت نامہ) کے نام سے ہے۔میاں محمد الیاس صاحب اس کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "جس میں نہایت مؤثر انداز میں بنیادی عقائد کو بیان کیا گیا ہے"۔(۱)

مولانا غلام مصطفیٰ مرجانیؒ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:"ہاں صلوۃ وسلام خطاب کے صیغہ سے عند قبر النبی ﷺ ضرور پڑھے اس میں برکات ہیں اور احقر سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ کا قائل ہے"۔(۲)

۱۹۷۷ء تک بقید حیات جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کا یہ جید عالم جو جماعت کے اکابر میں سے تھے سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے۔

(۲) مولانا قاضی نور محمدؒ کا عقیدہ:

مولانا قاضی نور محمدؒ مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ کے برادر محترم ہونے کے ساتھ حضرت مولانا حسین علیؒ کے اجل خلفاء اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے(۳) قاضی نور محمد صاحبؒ ۱۹۵۷ء میں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے امیر مقرر ہوئے اور ۱۹۶۲ء میں ان کی وفات ہوئی اور تادم وفات "حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ" کے عقیدہ پر قائم رہے، ۱۹۶۲ء میں عقیدہ حیات الانبیاء پر حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کی طرف سے جو قدر مشترک عقیدہ و مضمون لکھا گیا اس پر حضرت قاضی صاحبؒ

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۳۰

(۲) حاشیہ وصیت نامہ، ص: ۱۱۶ بحوالہ ضرب الھند، ص: ۴۵، ۴۶

(۳) فیوضات حسینی، ص: ۳۶

کے دستخط ہیں اور اس فیصلہ کے غالباً تین دن بعد حضرت قاضی صاحبؒ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت قاضیؒ کے عقیدہ کی مزید وضاحت کتاب میں موجود ہے۔

(۳) مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ کا عقیدہ:

قاضی شمس الدین صاحبؒ جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے اکابر، دار العلوم دیوبند کے فضلاء، علامہ کشمیریؒ اور مولانا حسین علیؒ کے ارشد تلامذہ اور خلفاء میں سے تھے۔ اور قاضی نور محمد صاحبؒ کے وفات کے بعد اپنی جماعت کے نائب امیر رہے اور آخر دم تک اس منصب پر فائز رہے۔(۱)

اور جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی دستور ساز کمیٹی کا ایک رکن امام اہل السنہ بھی تھے۔(۲) قاضی شمس الدین صاحبؒ اپنے بھائی کی طرح حیات وسماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے۔ چنانچہ ۱۹۶۲ء میں مصالحتی مذاکرات میں مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے فریقین بلکہ علمائے دیوبند کے مشترکہ مؤقف کو ضابطہ تحریر میں لانے کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپی'' (۳)

بلکہ ۱۹۶۲ء میں علماء دیوبند کا مشترکہ مؤقف مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ کی ایک تحریر کا خلاصہ ہے۔(۴) قاضی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: ''بل احیاء ولکن لا تشعرون'' سے بطور دلالۃ النص سمجھ میں آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جن کا درجہ شہداء سے

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۱۵

(۲) ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی ۱۹۸۷ء، ص: ۲۳

(۳) ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء، ص: ۵۴

(۴) ایضا

بھی بہت بڑا ہے وہ بعد الوفات زندہ ہیں''(۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں''عزیز ان من! حیات الانبیاء میں نزاع نہیں، وہ تو بالاتفاق زندہ ہیں(۲)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:''سلام عند قبر النبی ﷺ کے جواز ہی کے قائل نہیں، بلکہ اس کو باعث ہزار سعادت سمجھتے ہیں، رزقنا اللہ وایاہ اور سماع سلام عند القبر جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے، اس کو تسلیم کرتے ہیں مگر سماع روحانی ہے جیسے حضرت مدنیؒ نے تصریح فرمائی ہے''۔(۳)

قاضی صاحبؒ نے مفتی کفایت اللہ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے ہم صرف جواب پر اکتفاء کرتے ہیں ملاحظہ کریں مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:''انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں یعنی ان کو ایک برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام عرض کرنا جائز ہے، انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی ولی کی قبر پر سلام کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ سنتے ہیں درست نہیں کسی قبر پر میت کو اس خیال سے پکارنا کہ یہ متصرف ہے جائز نہیں، ان سے حاجتیں طلب کرنا شرک ہے یہ سمجھنا کہ جیسے دنیا کے افسر بغیر وسیلے کے نہیں ملتے ایسے ہی خدا تعالیٰ بغیر وسیلے کے نہیں ملتا جہالت ہے وہ حی قیوم ہر بندے کی حاجت سنتا اور دیکھتا ہے اور حاجت روائی کرتا ہے قبر پر جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور یہ کہنا کہ یا اللہ اس بزرگ کے طفیل میرا فلاں کام پورا کر دے یہ مباح ہے۔۔۔۔انتہی موضع الحاجۃ''(۴)

---

(۱) مسالک العلماء، ص:۳۹ (۲) ایضاً ص:۵۶

(۳) ایضاً ص:۳۳۷

(۴) ایضاً، ص:۳۱۳، ۳۱۵

مفتی صاحبؒ کے مذکورہ فتویٰ سے دو باتیں بالکل واضح ہیں:

(۱) انبیاء علیہم السلام کے قبر کے پاس اس نیت سے سلام کرنا کہ وہ سنتے ہیں جائز ہے۔

(۲) توسل بالذات جائز ہے اور قاضی شمس الدینؒ نے اس فتویٰ کو اپنی تائید میں نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحبؒ بھی اس کے قائل تھے۔

(۴) حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ کا عقیدہ:

حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ کے شاگرد اور مرید تھے۔(۱)

تسکین الصدور پر تقریظ کرتے ہوئے علامہ درخواستیؒ لکھتے ہیں: ''تسکین الصدور کے اکثر حصے دیکھے اپنے موضوع میں مسلک اہل السنہ والجماعۃ کے بیان میں کافی وشافی ہے اور پچھلی تصنیفات سے مغنی ہے''(۲)

نیز فرماتے ہیں: ''صلوٰۃ وسلام اونچی آواز سے نہ پڑھے بلکہ نہایت ہی دھیمی آواز میں پڑھے اور دل میں یہ دھیان رکھے کہ میرے آقا میرا سلام سن رہے ہیں اور مجھے جواب مرحمت فرما رہے ہیں، اور خوب جی بھر کر اپنے لئے اور اپنے اہل خانہ اور پورے عالم اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے، یقیناً ایسی پاکیزہ جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں''۔(۳)

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۳۵، از میاں محمد الیاس۔ ناشر القرآن، ص: ۱۳۲، ۱۳۳

(۲) تسکین الصدور، ص: ۲۷۔۔۔(۳) حافظ الحدیث نمبر، ص: ۵۰

(۵) حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ کا عقیدہ:

پیر طریقت اور مرشد کامل، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ بھی حضرت مولانا حسین علیؒ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔(۱)

علامہ نیلویؒ لکھتے ہیں: ''تصوف وسلوک میں ان کا قدم بہت راسخ تھا نقشبندی سلسلہ کے ممتاز شیخ طریقت تھے، نیک طبع اور متقی اور عارف باللہ تھے''۔(۲)

علامہ بہلویؒ لکھتے ہیں(۱): ''ہمارے اکابر دیوبند وغیرہم حضور پرنور ﷺ کی حیات برزخی جسمانی کے اس طور پر قائل تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ اسی وجود پاک کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں روضہ مبارکہ میں جس طرح کہ اس دنیا میں تشریف فرما تھے جیسا کہ ماہنامہ (دارالعلوم دیوبند) نومبر ۱۹۵۷ء ص ۸ میں اور آب حیات مؤلفہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ میں ہے اور ''المھند علی المفند'' ص ۱۳ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند میں ہے(۳)

(۲) پہلی روایت ''ابن المبارک'' نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت کی ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی ﷺ پر آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہوں۔(۴)

(۳) تیسری روایت۔۔۔بیہقی وغیرہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔(۵)

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۳۸ از میاں محمد الیاس، ناشر القرآن، ص: ۱۳۴

(۲) ناشر القرآن، ص: ۱۳۵۔۔۔

(۳) القول النقی فی حیات النبی ﷺ، ص: ۸

(۴) ایضاً، ص: ۸۔۔۔۔۔۔۔۔(۵) ایضاً، ص: ۸

(٦) مناظر اہل سنت مولانا دوست محمد قریشیؒ کا عقیدہ:

مناظر اہل سنت مولانا دوست محمد قریشیؒ بھی مولانا حسین علی الوانیؒ کے تلامذہ میں سے تھے(۱)

علامہ نیلویؒ لکھتے ہیں: ''بڑی وضع دار اور علمی شخصیت تھے، علمی مسائل کی جزئیات سے گریزاں رہتے تھے، مسئلہ حیات النبی ﷺ کے زمانہ شدت (۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۰ء) میں اگرچہ ان کا ذاتی رجحان مختلف تھا، مگر جمیعت اشاعت التوحید والسنہ کے اکابرین بالخصوص شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ سے اپنے تعلقات میں فرق نہ آنے دیا۔(۲)

علامہ دوست محمد قریشیؒ ''تسکین الصدور'' پر تقریظ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کہ ـــــ سلام مسنون جناب کی تصنیف شدہ تسکین الصدور بوساطت مولانا عبدالعزیز صاحب پہنچی اس عاجز نے اس سے پہلے اس کے اہم مقامات کا مطالعہ کرلیا تھا جناب نے اس کتاب میں ہمارے اسلاف کی صحیح ترجمانی اور تشریح فرمائی ہے خداتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کے لئے اسے مشعل راہ بنائے''(۳)۔

ویسے علامہ نیلویؒ کا تبصرہ بھی اس پر شاہد ہے کہ علامہ دوست محمد قریشیؒ حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے۔

---

(۱) ناشر القرآن، ص: ۱۳۹

(۲) ایضاً، ص: ۱۴۰، ۴۱

(۳) تسکین الصدور، ص: ۳۴

(۷) مولانا محمد منظور نعمانیؒ کا عقیدہ:

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے متعلق میاں محمد الیاس لکھتے ہیں: ”حضرت مولانا حسین علیؒ کے لائق ترین شاگردوں میں ان کا شمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے گوں ناگوں خوبیوں اور اوصاف سے ان کو مالا مال فرمایا تھا، ان کی تصانیف قابل دید ہیں“ (۱)۔

مولانا حسین علیؒ کا یہ لائق ترین شاگرد بھی حیات جسمانی، سماع عند قبر النبی ﷺ اور عرض الاعمال کا قائل تھا تفصیل آگے کتاب میں ملاحظہ کریں۔

(۸) مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ کا عقیدہ:

میاں محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں: ”مشہور محدث، متبحر عالم دین، باکمال شیخ طریقت اور مؤرخ مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ بھی حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے ارشد تلامذہ اور خلفائے کبار میں سے ہیں“۔(۲)

مولانا احمد رضا بجنوریؒ لکھتے ہیں: ”یہ تو حافظ ابن تیمیہؒ کو بھی تسلیم ہے کہ مسند احمد وابوداؤد وغیرہ کی احادیث پکی ہیں جن سے ثابت ہوا کہ حاضر قبر شریف ہو کر سلام پڑھنے کے وقت حضور علیہ السلام خود جواب دیتے ہیں اور قریب کا سلام خود سنتے ہیں اور علماء امت کا اگرچہ سماع موتی کے بارے میں اختلاف ہے کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں لیکن اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام ضرور سنتے ہیں“۔(۳)

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۲۱، از میاں محمد الیاس

(۲) ایضاً ص: ۳۳۱، وناشر القران، ص: ۱۴۵

(۳) انوار الباری: ۱۳/ ۳۱۷

(۹) فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحبؒ کا عقیدہ:

مولانا مفتی عبدالرشیدؒ امام المؤحدین مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ میں سے تھے، مؤرخ اشاعت میاں محمد الیاس لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ میں جس شخص نے علم فقہ اور تفقہ فی الدین میں ان سے خصوصی فیض پایا اور جسے بجا طور پر حسینی فکر کا فقیہ کہلانے کا استحقاق تھا، وہ حضرت مولانا عبدالرشید صاحبؒ تھے۔۔ انھیں بجا طور پر مفتی اشاعت التوحید والسنہ کہا جا سکتا ہے''۔(۱)

مفتی عبدالرشیدؒ کے فتاوی ''ماہنامہ تعلیم القرآن میں شائع ہوتے تھے، مفتی صاحبؒ عقیدہ حیات الانبیاء، سماع عند قبر النبی ﷺ اور عذاب قبر کے بارے وہی عقیدہ رکھتے تھے جو دیگر اکابر دیوبند کا ہے، مفتی صاحبؒ نے مذکورہ مسائل میں کئی استفتاؤں کے جوابات دیے ہیں چند جوابات ملاحظہ کریں:

(۱) ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''کئی اکابر علماء دیوبند نے اپنی تحریروں میں تصریح کی ہے کہ عند القبر انبیاء علیہم السلام کا سماع بلا شبہ ثابت ہے، خصوصا سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بہت بلند ہے اور آپ کے سماع میں تو کچھ شبہ ہی نہیں''۔

مفتی عبدالرشید ۲۷/صفر ۱۳۷۹ھ (ستمبر ۱۹۵۹ء)

الجواب صحیح: لاشی غلام اللہ خان

(۲) کتب فقہ حنفیہ اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ عند القبر بذات خود آنحضرت ﷺ درود و سلام سنتے ہیں سلف اہل سنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۵۰

اختلاف نہیں ہے ایسے عقیدے والے کو کافر اور مشرک کہنا بہت بڑی دلیری ہے ۔العیاذ باللہ ۔اللہ تعالیٰ ایسی جہالت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے''۔

ہذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

۲۲/صفر ۱۳۹۶ھ (فروری ۱۹۷۶ء)

الجواب صحیح: لاشی غلام اللہ خان

جواب درست ہے: ناکارہ خلائق غلام ربانی (۱)

(۳) روضہ اطہر پر حاضری کے وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں جمہور امت اس پر متفق ہے اور سادات دیوبند کا عقیدہ بھی یہی ہے، اس کا انکار بھی جہالت ہے اور قائل پر کفر کا فتویٰ جاہلانہ جسارت رکھتا ہے''۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرشید

مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن

راجہ بازار راولپنڈی

(اپریل ۱۹۷۱ء) (۲)

---

(۱) خیر الفتاوی: ۱/ ۱۲۷

(۲) بحوالہ عقیدہ شیخ القرآن، ص: ۶۰، ۶۱، مؤلف مولانا عبدالمعبود صاحب)

(۱۰) حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کا عقیدہ:

مولانا عبدالخالق صاحبؒ، مولانا حسین علیؒ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے، تسکین الصدور پر تقریظ کرتے ہوئے مولانا عبدالخالق صاحبؒ لکھتے ہیں'' میں کمترین عبدالخالق مظفر گڑھی تلمیذ وخلیفہ مجاز حضرت قبلہ مولانا حسین علی صاحبؒ'' (۱)

مولانا عبدالخالق صاحبؒ بھی '' اعادۃ الروح الی الجسد، حیات جسمانی، سماع عند قبر النبی ﷺ اور توسل بالذات کے قائل تھے تسکین الصدور پر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

''(۱) قبر کے ثواب وعقاب کے مسئلہ کو چند آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی مسئلہ مانا گیا ہے (۲) اور اعادۃ الروح الی الجسد کو صریح حدیثوں اور جمہور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے اقوال سے ثابت کیا ہے (۳) اور جس طرح ہر ذی روح کی موت قطعی ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی وفات کو قطعی مانا گیا ہے اور کتاب وسنت سے اس کا ثبوت پیش کیا گیا ہے اور اس کو اجماعی مسئلہ قرار دیا گیا ہے (۴) حیوۃ الانبیاءؑ فی القبور کو متواتر احادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اس کو بھی اجماعی مسئلہ قرار دیا گیا ہے (۵) سماع الانبیاء عند القبور بلا واسطہ کو بھی احادیث سے اور حضرات صحابہ کرامؓ کی تقریر سے اور جمہور علماء اہل السنۃ کے اقوال سے ثابت مانا گیا ہے (۶) توسل فی الدعاء کے مسئلہ کو بھی نہایت احسن طریق سے بیان کیا گیا ہے اور توسل بصالح الاعمال کے جواز بلکہ استحباب کو متفق علیہ اور توسل بالذات کو متنازع فیہ بنزاع لفظی مانا گیا ہے فللہ درّ المولف بارک اللہ تعالی فی حیاتہ وفی حسناتہ مجھے ان کی تحقیقات سے کلی اتفاق ہے''۔(۲)

---

(۱) تسکین الصدور، ص: ۲۹

(۲) ایضاً، ص: ۲۹

(۱۱) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کا عقیدہ:

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ میں سے امتیازی حیثیت رکھتے تھے، میاں محمد الیاس لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کو جو امتیاز و خصوصیت حاصل ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی، وہ اپنے شیخ کی زندگی میں ہی جماعت حسینی کے قائد تسلیم کیے جاتے تھے، شیخ کو ان پر نہ صرف بھرپور اعتماد تھا بلکہ ان سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں''۔ (۱)

حضرت شیخ القرآنؒ بھی سماع عند قبر النبی ﷺ کے بارے دیگر علماء دیوبند کی طرح ایک غیر متزلزل عقیدہ رکھتے تھے حضرت شیخ القرآن کے زیر نگرانی شائع ہونے والا رسالہ ''تعلیم القرآن'' اس پر شاہد ہے غالباً ماہنامہ تعلیم القرآن میں پہلا فتوی ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا اور پھر فروری ۱۹۷۶ء میں شیخ القرانؒ کے دستخط سے شائع ہوا اور شیخ القرانؒ کے وفات سے دو سال پہلے اپریل ۱۹۷۸ء میں پھر شائع ہوا جو کہ مفتی عبدالرشیدؒ کے عقیدہ کے تحت ذکر کیا گیا۔ ماہنامہ تعلیم القرآن میں ۱۹۵۹ء سے ۱۹۷۸ء تک سماع عند قبر النبی ﷺ پر تسلسل کے ساتھ یہ فتاوی اس بات کی بین ثبوت ہے کہ شیخ القرآنؒ سماع عند قبر النبی ﷺ پر غیر متزلزل یقین رکھتے تھے تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں عقیدہ شیخ القرآنؒ، ص:۵۸ تا ۶۳۔ مؤلف مولانا عبدالمعبود صاحب تلمیذ شیخ القرآن۔

بلکہ شیخ القرآن کی وفات کے کئی سال بعد ۲۰۱۲ء کو پھر اسی عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت کر کے شیخ القرآنؒ کے تسلسل کو برقرار رکھا۔ ملاحظہ ہو عقیدہ شیخ القرآن، ص:۸۲۔

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص:۱۷۲

(۱۲) امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدرؒ کا عقیدہ:

امام اہل السنۃؒ مولانا حسین علیؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔(۱)

امام اہل السنۃؒ کا مسلک ان مسائل میں بالکل وہی ہے جو اکابر علمائے دیوبند کا ہے امام اہل السنۃؒ کے مسلک اور علمائے دیوبند کے مسلک میں بال برابر فرق نہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ پر تمام علماء دیوبند متفق ہیں یہی مسلک امام اہل السنۃؒ کا اور ماقبل میں مذکور رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ اور خلفاء کا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ کی طرف حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ کے انکار کا نظریہ منسوب کرنا غلط ہے، ورنہ پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ مذکورہ تلامذہ اور خلفاء اپنے شیخ اور مرشد کے خلاف عقیدہ رکھتے تھے اور ایسا کہنا سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے سرپرست سمیت جماعت کے کئی اکابر علماء دیوبند کی طرح حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اشاعت التوحید والسنۃ کا ان مسائل میں اختلاف امام اہل السنۃؒ کے ساتھ ساتھ اپنے جماعت کے اکابر سے بھی ہے لیکن معلوم نہیں اکیلے امام اہل السنۃؒ زیر عتاب کیسے آئے!!؟؟۔

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۳۵۲

اکابر اشاعت کے اساتذہ اور ان کا عقیدہ:

(۱) قاضی نور محمد صاحبؒ:

جو جمعیت التوحید والسنۃ کے امیر اول تھے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔(۱)

(۲) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ:

علامہ کشمیریؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگرد ہیں۔(۲)

(۳) علامہ سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ:

مفتی کفایت اللہؒ، مفتی سید مہدی حسنؒ، علامہ کشمیریؒ اور علامہ احمد علی لاہوریؒ کے شاگرد تھے۔(۳)

(۴) مولانا قاضی شمس الدینؒ:

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔(۴)

(۵) شیخ القرآن مولانا طاہرؒ:

شیخ عمر بن حمدانؒ، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے۔(۵)

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص: ۲۶۸

(۲) ایضا، ص: ۲۷۱

(۳) ایضا، ص: ۲۹۱

(۴) ایضا، ص: ۳۱۳

(۵) ایضا، ص: ۳۱۷

(۶) مولانا سجاد بخاریؒ:

مولانا سید فخر الدینؒ، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے شاگرد تھے۔(۱)

(۷) مفتی عبدالواحدؒ:

علامہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔(۲)

(۸) مولانا غلام یٰسین واں بھچرویؒ:

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد تھے۔(۳)

(۹) قاضی غلام مصطفیٰ مرجانیؒ:

مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے۔(۴)

(۱۰) مولانا سید نذر شاہ عباسیؒ:

علامہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔(۵)

(۱۱) حضرت مولانا محمد منظور صاحبؒ:

مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے۔(۶)

---

(۱) سوانح مولانا حسین علیؒ، ص:۲۶۸ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(۶) ایضاً، ص:۱۵۵

(۲) چمنستان اشاعت، ص:۱۱۳

(۳) ایضاً، ص:۱۴۷

(۴) ایضاً، ص:۱۵۰

(۵) ایضاً، ص:۱۵۲

(۱۲)مولانا عبدالحنان بیلیانیؒ:

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ، مولانا عبدالرحمٰن بہودیؒ کے شاگرد تھے۔(۱)

(۱۳)مولانا سید محمد شاہ جہلمیؒ:

علامہ رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے تربیت یافتہ تھے۔(۲)

(۱۴)مولانا سید محمد حسین شاہ نیلویؒ:

مفتی کفایت اللہؒ کے شاگرد تھے۔(۳)

مذکورہ اکابر اشاعت کے مشہور اساتذہ کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱)علامہ کشمیریؒ (۲)علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۳)مفتی کفایت اللہؒ (۴)مفتی سید مہدی حسنؒ (۵)مولانا احمد علی لاہوریؒ (۶)شیخ عمر بن حمدانؒ (۷)علامہ نصیر الدین غورغشتویؒ (۸)مولانا حسین احمد مدنیؒ (۹)علامہ سید فخر الدینؒ (۱۰)قاری محمد طیب صاحبؒ (۱۱)شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۲)شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ (۱۳)مولانا عبدالرحمٰن بہودیؒ (۱۴)علامہ رشید احمد گنگوہیؒ (۱۵)حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

اب اگر بغور دیکھا جائے تو اکابر اشاعت کو جن حضرات سے تلمذ کا شرف حاصل ہے وہ سب ان کے ہاں اہل سنت والجماعت دیوبندی اور صحیح العقیدہ ہیں لیکن مذکورہ تمام اکابر میں سے کوئی بھی حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ کا منکر نہیں تھا اور۔۔۔۔

---

(۱)چمنستان اشاعت، ص:۱۰۷

(۲)ایضا، ص:۱۶۸

(۳)سوانح مولانا حسین علیؒ، ص:۳۵۴

جو عقیدہ النبی کا تھا وہی عقیدہ امام اہل السنۃؒ کا بھی ہے ان حضرات میں سے علامہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی کفایت اللہؒ، قاری محمد طیبؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ علامہ رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور سماع عند قبر النبی ﷺ علامہ رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفتی کفایت اللہؒ، اور علامہ کشمیریؒ کا نظریہ توسل کتاب میں پیش کر چکے ہیں مزید ملاحظہ کریں:

مفتی سید مہدی حسنؒ کا عقیدہ:

مفتی صاحبؒ تسکین الصدور پر جو عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مستند کتاب ہے تقریظ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جناب والا نے کتاب کے ہر مبحث کو تشنہ نہیں چھوڑا مسائل کو دلائل صحیحہ اور نقول معتبرہ سے باحسن وجوہ ثابت کر دیا اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے کو بطریق صحیح ثابت کرنے میں کسی قسم کا فتور واقع نہیں ہوا اثبات عذاب قبر اور اثبات حیات الانبیاء فی القبور کو جن دلائل حقہ سے ثابت کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے---- میں اس کے ساتھ متفق ہوں کہ مسلک اہل سنت والجماعت کا ہے'' (۱)۔

شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ شیخ القران مولانا محمد طاہرؒ کے استاد تھے جس کا عقیدہ پہلے گزر چکا ہے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ کا عقیدہ:

مولانا احمد علی لاہوریؒ قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کو ایک خط میں لکھتے ہیں: ''آپ نے

---

(۱) تسکین الصدور، ص:۱۹

رحمت کائنات میں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار اقدس کے اندر حضور ﷺ کے جسد عنصری میں بعینہ دنیاوی زندگی کی طرح روح کا موجود ہونا ثابت کیا ہے اور اس پاکیزہ مقصد کے ثبوت میں آپ نے احادیث، آثار، اقوال سلف اور خلف اور برزخی واقعات کا ایک عجیب مجموعہ جمع کر کے بے نظیر گلدستہ بنا کر رکھ دیا ہے، میرا یقین ہے کہ اس مسئلہ میں حق تلاش کرنے والے کو اس گلدستہ سے یقین کامل ہو جائے گا کہ حضور انور ﷺ کی حیات طیبہ جیسی سطح پر تھی ویسی ہی مزار اقدس میں ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اس سعی بلیغ کی دارین میں جزاء خیر عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العلمین

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

۲۶/ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ (۱)

حضرت لاہوریؒ علامہ عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کے استاذ تھے اس خط میں شاہ صاحبؒ کے استاذ کا نظریہ واضح موجود ہے۔

شیخ عمر بن حمدانؒ کا عقیدہ:

شیخ عمر بن حمدانؒ مسجد نبوی میں شیخ القرآنؒ مولانا محمد طاہرؒ کے استاذ رہ چکے ہیں اور شیخ القرآنؒ نے ان سے بخاری شریف پڑھی ہے، شیخ عمر بن حمدانؒ کے "المہند علی المفند" پر تصدیقی دستخط موجود ہیں جس سے ان کا نظریہ بھی واضح ہے۔

---

(۱) رحمت کائنات، ص: ۲۹

علامہ سید فخر الدینؒ کا عقیدہ:

علامہ سید فخر الدینؒ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے اور مولانا سجاد بخاریؒ کے استاذ تھے تسکین الصدور پر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں: ”کتا تسکین الصدور کا دو مرتبہ مطالعہ کیا پہلی مرتبہ سرسری طور پر اور دوسری مرتبہ کافی غور کے ساتھ مطالعہ میں کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بے مثل ہے اور واقعی اسم بامسمّٰی تسکین الصدور ہی ہے ہر مسئلہ نہایت واضح طریق پر دلائل سے آراستہ پیراستہ اور مخالفین کے دلائل کا صحیح رد جس سے دیکھنے والے کو حق معلوم کرنے میں زبردست امداد ہو سکے اور بشرط انصاف انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔۔۔۔“۔(۱)

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا عقیدہ:

شیخ الہندؒ مولانا غلام یٰسین واں بھچرویؒ کے اساتذہ میں سے تھے، اور شیخ الہند بھی دیگر اکابر دیوبند کی طرح ”حیات الانبیاء، سماع الاموات اور اموات پر عرض اعمال کے قائل ہیں ملاحظہ ہو۔(۲)

مولانا عبدالرحمٰن بہبودیؒ کا عقیدہ:

علامہ بہبودیؒ مولانا عبدالحنان بیلیائیؒ کے اساتذہ میں سے اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے سرپرست تھے ان کا عقیدہ ”دوسرے سرپرست کا عقیدہ“ کے عنوان کے تحت گزر چکا ہے۔

---

(۱) تسکین الصدور، ص:۱۸

(۲) حاشیہ ابوداؤد:۱/۵۸ باب تفریع ابواب الجمعۃ۔

امام اہل السنۃؒ اور اشاعت التوحید کے اغراض و مقاصد:

اشاعت التوحید والسنۃ کے اغراض و مقاصد جو "ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی ۱۹۸۷ء ص: ۲۹" پر درج ہیں اس میں کوئی شق ایسی نہیں جس کے ساتھ امام اہل السنۃ متفق نہ ہو ، بلکہ جب خود اشاعت التوحید والسنۃ کے بعض افراد نے اس کی اہم شق کہ (جملہ مسائل اہل سنت والجماعت کو حق سمجھتے ہوئے مسائل فقہ میں مسلک سراج الامت امام ابی حنیفہؒ کی پیروی اور ترویج کرنا) کی مخالفت کی اور عقیدہ حیات النبی ﷺ وغیرہ میں اہل سنت کی تحقیقات سے الگ راہ متعین کر لی تو یہاں بھی امام اہل السنۃؒ نے اہل سنت والجماعت کی تحقیقات کو حق سمجھتے ہوئے اس کے دفاع کی یہاں تک ہر ممکن کوشش کی کہ خود ہم عصر علماء نے "امام اہل السنۃ" کے لقب سے نوازا ، جس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ دراصل اغراض و مقاصد کو ان حضرات نے نظر انداز کیا جس نے "حیات الانبیاء" وغیرہ مسائل میں اہل سنت سے الگ موقف اختیار کیا نہ کہ امام اہل السنۃؒ نے لیکن پھر بھی امام اہل السنۃؒ پر الزام لگانا کہ انہوں نے مولانا حسین علیؒ کے مشن کو چھوڑ کر بریلویوں کا ساتھ دیا ایک مجرمانہ حرکت ہے۔

فیصلہ قارئین پر:

قارئین گزشتہ تفصیل کی روشنی میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ، خلفاء اور اکابر اشاعت اکثر حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے، اور اکابر اشاعت کو جن اکابر دیوبند سے تلمذ کا شرف حاصل ہے وہ سب حیات جسمانی اور سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے اس کے بعد بھی مولانا حسین علیؒ کی طرف حیات جسمانی وسماع عند قبر النبی ﷺ کے انکار کا نظریہ منسوب کرنا بڑی جسارت نہیں تو اور کیا ہے؟ اور امام

اہل السنۃ کو بریلویوں اور مشرکین کا معاون قرار دینا سرفراز دشمنی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟۔

فریقین میں شدت کم کرنے اور اتفاق کی ممکنہ صورت:

عقیدہ حیات النبی ﷺ میں اتفاق کی ممکنہ صورت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب عقیدہ حیات الانبیاء سے انکار کا پہلو سامنے آیا ہے، اور اہل سنت کے اجماعی مؤقف کو نظر انداز کیا گیا اور حیات جسمانی وسماع عند قبر النبی ﷺ کے قائلین کو بے جا طعن وتنقید کا نشانہ بنایا گیا اور نوبت مناظروں تک جا پہنچی تو علمی حلقوں میں تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی اور آخر کار دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کو پاکستان آنا پڑا اور فریقین کے درمیان اس اہم عقیدے کی قدر مشترک اور مسلم عند الفریقین عبارت لکھ کر دستخط کروائے گئے اور فریقین کو اس کا پابند بنایا گیا کہ عوام کے سامنے بوقت ضرورت مزید تفصیلات میں جاتے بغیر اس قدر مشترک کو پیش کیا جائے گا اور ''چار سالہ نزاع کا خاتمہ'' کے عنوان سے ''ماہنامہ تعلیم القران'' میں یہ ساری تفصیل درج کی گئی، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ فضاء زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور علامہ عنایت اللہ شاہ صاحبؒ کا تو اس فیصلہ سے پہلے دن سے اختلاف تھا لیکن رفتہ رفتہ پوری جماعت شاہ صاحب کی ہمنوا بن گئی اور یوں اس فیصلے کو قرآن وسنت سے متصادم قرار دے کر ٹھکرا دیا گیا اور فضاء پھر مکدر کی گئی اور فریقین کے درمیان شدت بڑھتا گیا یہاں تک کہ کچھ عرصہ پہلے اشاعت التوحید والسنۃ کے مشہور عالم شیخ القران والحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ حضرو نے قاری محمد طیبؒ کے فیصلہ کو کئی علماء کرام کے دستخطوں کے ساتھ پھر ''نزاع کا خاتمہ'' کے عنوان سے شائع کیا اور یوں فریقین کے درمیان شدت دور کرنے اور اتفاق پیدا کرنے کی ایک اچھی کوشش کی گئی اسی طرح جماعت اشاعت التوحید والسنۃ

کے ایک اور عالم دین ومناظر مولانا قاری چمن محمد صاحب دامت برکاتہم نے حافظ نثار احمد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ اسی فیصلہ پر اتفاق کیا اور قاری چمن محمد صاحب نے اپنی طرف سے اسی فیصلہ کو ''ضابطہ اخلاق'' کے نام سے شائع کیا۔

خلاصہ کلام:

مولانا حسین علیؒ کے خلفاء، تلامذہ اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے اکابر میں سے شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن بہبودیؒ، مولانا قاضی غلام مصطفیٰ صاحب مرجانیؒ، مولانا قاضی نور محمد صاحبؒ، مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ، حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی صاحبؒ، علامہ عبداللہ بہلوی صاحبؒ، علامہ دوست محمد قریشی صاحبؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا مفتی عبدالرشید صاحبؒ، مولانا سید احمد رضا بجنوری صاحبؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ اور امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ حیات جسمانی وسماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے مزید اشاعت التوحید والسنۃ نے ۱۹۶۲ء میں قاری محمد طیب صاحبؒ کے فیصلہ کو بھی قبول کیا تھا، اور فریقین کے درمیان فضا کو ہموار کرنے کے لئے شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب آف حضرو اور قاری چمن محمد صاحب نے اسی فیصلہ کو دوبارہ شائع کیا لہذا اگر فریقین سنجیدگی کا مظاہرہ کر کے اسی فیصلہ اور قدر مشترک عبارت پر اتفاق کر کے اپنے کارکنوں کو اسی کا پابند بنائے تو امید قوی ہے کہ باقی مسائل میں نہ صرف یہ کہ اس کا حل آسان ہو جائے گا بلکہ فریقین کا ایک دوسرے کے قریب آنا ممکن ہو جائے گا۔

مسئلہ سماع موتیٰ میں اتفاق کی ممکنہ صورت:

رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی شمس

الدین صاحبؒ لکھتے ہیں: ''ہمارے شیخ حضرت مولانا علامہ حسین علی صاحب مرحوم ومغفور مسئلہ سماع موتی کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس میں زیادہ شدت اور بحث وتمحیص نہ کی جائے، اور زیادہ کوشش توحید وسنت کی اشاعت اور شرک وبدعت کی تردید میں کی جائے۔۔۔۔'' (۱)

اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کی تفسیر جواہر القرآن میں بھی یہی لکھا ہے کہ مسئلہ سماع موتی قرن اوّل سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے امیر شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ سماع موتی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک انکار سماع کا قول راجح ہے اور سماع کا قول مرجوح ہے لیکن اس کے باوجود میں سماع موتی کے قائلین کو کافر تو درکنار گمراہ بھی نہیں کہتا ہوں (۲)

مولانا حسین علیؒ صاحب، مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ، مولانا محمد طاہرؒ جب خود اس بات کے قائل ہیں کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے تو اس بات پر اتفاق ہوسکتا ہے کہ فریقین اس مسئلہ کو اہل سنت والجماعت کا مختلف فیہ تسلیم کریں اور فریقین میں سے جو بھی جس پہلو کو راجح سمجھتا ہے اختیار کرے لیکن دوسرے فریق کی تجہیل وتفسیق نہ کرے جیسا کہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے اور چونکہ مسئلہ فرعی ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ ہر دو فریق کا مخصوص طبقہ (علماء کرام) یہ اعتقاد رکھے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور عوام کے سامنے ان کے نظریات کی حفاظت کی خاطر قائلین کی طرف غلط نسبت کئے بغیر عدم سماع کو مدلل بیان کیا جائے فریقین

---

(۱) ماہنامہ تعلیم القرآن جولائی اگست ۱۹۸۴ء ص: ۴۶۔۔۔۔۔۔۔۔(۲) ایضاً ص: ۱۳

کی سنجیدگی اس مسئلہ میں بھی نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے۔ ان شاء اللہ

مسئلہ توسل بالذات میں اتفاق کی ممکنہ صورت:

توسل بالذات میں اگر غور سے دیکھا جائے تو فریقین میں اختلاف اس نوعیت کا نہیں جس کا کوئی حل ممکن نہ ہو رئیس المفسرین مولانا حسین علی صاحبؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ ان سب حضرات کے نزدیک لفظ ''حرمت'' سے دعا کرنے میں کوئی کلام نہیں مثلاً:

حاجی دوست محمد قندھاریؒ اپنے خلیفہ خواجہ محمد عثمانؒ جو مولانا حسین علیؒ کے مرشد تھے کو اجازت نامہ میں تحریر کرتے ہیں: ''والالتجاء الی اللہ سبحانہ بتوسل مشائخ الکرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم الاقدس فی حل المشکلات والمعضلات ...''(۱)

آخر میں فرماتے ہیں: ''آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین...''(۲)

مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں: ''وحل مشکلے از حق تعالیٰ طلب نمودن بتوجہ بزرگان بجا ست وعین رضاء است''۔ (۳) اور خود لفظ ''بتوجہ بزرگان'' کی وضاحت نکتہ میں ''بتوسل'' سے موجود ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''بدان اے برادر گفتن یارسول اللہ بطریق تعشق وتوسل خارج

---

(۱) بلغۃ الحیران، ص:۳

(۲) ایضاً، ص:۳

(۳) ایضاً، ص:۳۵۴

از مبحث است"(۱)۔

مکتوبات کے حوالہ سے لکھتے ہیں: "آن سہ دعائے ماثورہ نیست یکی الٰہی بحرمت الحسن الخ دوم بشیخ عبدالقادر الخ سوم نادعلیا الخ دو اول گنجائش دارند کہ بخوانند منع میکنم دعا سوم از شعار اہل سنت نیست موقوف باشد انتہی از جواز شیخ جواز یا شیخ فہمیدن بعید است"۔(۲)

اور مولانا حسین علیؒ کی کتاب تحفہ ابراہیمیہ کے آخر میں جو سلاسل انہوں نے نقل کیے ہیں تمام سلاسل میں "بحرمت" کے الفاظ کے ساتھ توسل نمایاں ہیں۔

ماہنامہ تعلیم القرآن میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "لفظ طفیل اور وسیلہ مقام توسل میں جب استعمال ہوں تو عرفا ان میں کوئی فرق نہیں ہے، جو آدمی عقیدہ درست رکھتا ہو اور یہ یقین رکھتا ہو کہ میری پکار کو سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کی مرضی ہوئی تو قبول کرے گا اور میری حاجت برلائے گا ورنہ توسل کا کوئی اثر نہیں ہے تو وہ ان الفاظ کو کہہ سکتا ہے۔۔۔"(۳)

جب لفظ طفیل اور وسیلہ مقام توسل میں ایک معنی پر مستعمل ہوتے ہیں اور مقام توسل میں ان کے لغوی معنی کا اعتبار نہیں کیا جاتا بالکل اسی طرح لفظ "برکت فلاں، بجاہ فلاں، بحرمت فلاں اور بحق فلاں کو مقام توسل میں ایک معنی پر لیا جائے اور جب لفظ "حرمت" سے دعا کرنا اکابر اشاعت کے نزدیک جائز ہے جو کہ درحقیقت توسل بالذات ہے تو اسی طرح باقی تمام الفاظ برکت، طفیل، بحق فلاں اور بجاہ فلاں وغیرہ کے الفاظ سے بھی جائز قرار دیا جائے اور جو تاویل "بحرمت فلاں" میں کی جاتی ہے (جیسا کہ شیخ القرآن

---

(۱) بلغۃ الحیران، ص:۳۵۴۔۔۔۔۔۔(۲) ایضاً ص:۳۵۴

(۳) ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء، ص:۳۵

مولانا غلام اللہ خانؒ اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ اور قاضی شمس الدینؒ نے کی ہے) وہی تاویل دیگر الفاظ میں بھی کی جائے کیونکہ مقام توسل میں ان الفاظ کے اندر کوئی فرق نہیں۔ اور تاویل کی جو وجہ (مشائخ سے منقول ہونا) ان حضرات نے لفظ ''حرمت'' کی بیان کی ہے وہی دیگر الفاظ میں بھی بعینہ موجود ہے۔

قاضی شمس الدینؒ توسل بالذات پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اب ایک صورت رہ گئی ''بحرمت فلاں'' سے دعا کرنا تو نہ اس میں شک ہے کہ سلف صالحین قرون ثلٰثہ میں اس کا رواج نہ تھا اور نہ اس میں شک ہے کہ متاخرین کافۃ (الا ماشاء اللہ) اس کے جواز کے قائل ہیں بلکہ یہ طریق ان کے ادعیہ میں بھی عام مذکور ہے اور نہ اس میں شک ہے کہ ہماری ساری جماعت بلا استثناء واحد اور بلا استثنا سید عنایت اللہ شاہ بخاری اس کے جواز کے قائل ہیں مگر اس تاویل سے جو بزرگوں نے کی ہے''(۱)

قاضی شمس الدین صاحبؒ نے جس تاویل کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ہم نے آگے اس کتاب میں توسل کی بحث میں امام اہل السنۃؒ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''سواتی برادران نے یہاں دو خیانتوں کا ارتکاب کیا ایک یہ کہ ناظرین کو یہ تاثر دلایا کہ ہماری جماعت سرے سے ''بحرمت فلاں'' کے ساتھ دعا کے قائل ہی نہیں اور یہ سراسر بہتان ہے ہماری جماعت پر''(۲)

---

(۱) تحفہ ابراہیمیہ مع تسکین القلوب، ص: ۲۸۷

(۲) ایضا

''بحرمت فلاں'' سے دعا کرنا اگرچہ علامہ خان بادشاہ صاحب نے شیعوں کا مسلک قرار دیا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے لیکن قاضی شمس الدین صاحبؒ نے سید عنایت اللہ شاہ بخاری اور ایک دو کے علاوہ ''بحرمت فلاں'' سے دعا کرنا اشاعت التوحید والسنۃ کا متفق مسلک قرار دیا ہے اوران کی جماعت کی طرف اس کے انکار کی نسبت کو افتراء قرار دیا ہے اور جب اشاعت التوحید اولسنۃ کے اکابر ''بحرمت فلاں'' سے توسل کو اس تاویل سے جائز سمجھتے ہیں جو اکابر دیوبند سے منقول ہے تو باقی الفاظ توسل کو بھی اس تاویل سے جائز سمجھا جائے۔

نیز ''توسل بمحبۃ الصالحین'' کو فریق مخالف بھی جائز مانتا ہے لہذا ان تمام الفاظ کی اکابر سے منقول ایسی متفقہ عبارت سے تشریح کی جائے جس کو ''توسل بمحبۃ الصالحین'' کا نام دیا جائے اور ان تمام الفاظ سے دعا کو ''توسل بالذات'' کی بجائے متفقہ طور پر ''توسل بمحبۃ الصالحین'' کے نام سے پکارا جائے، مثلاً شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ بطول حیاتہ توسل بالذات کی وضاحت ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اے اللہ میں آپ سے آپ کے فلاں بندے کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے، میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، اور اس کی پاکدامنی فضیلت کا معتقد ہوں، اور اس وجہ سے بھی کہ وہ آپ کے ہاں محبوب ہے، تو میرا اس کے ساتھ جو تعلق ہے میں اس تعلق کے وسیلے سے آپ کی رحمت طلب کرتا ہوں، یہ درحقیقت کسی نیک بندے کے ساتھ اپنے تعلق اور محبت کے وسیلے سے رحمت الٰہی طلب کرنا ہے''(۱)

---

(۱) مجموعہ رسائل توسل، ص: ۲۶۰

اور کتاب کے اندر ہم نے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ سے یہی وضاحت نقل کی ہے اگر اس عبارت میں غور کیا جائے تو صاف واضح ہے کہ یہ درحقیقت اس محبت سے توسل کرنا ہے جو نیک لوگوں سے کیا جاتا ہے اور محبت بندہ کا نیک عمل ہی ہے اب اگر اس مفہوم کو تسلیم کر کے اس توسل کو "توسل بحبۃ الصالحین" کے نام سے موسوم کیا جائے تو اتفاق واتحاد کا ایک ذریعہ بن سکتا ہے۔ اللہ تعصب اور نفسانیت سے بچائے اور تادم مرگ اہل سنت والجماعت سے وابستہ رکھے اور موت بھی اسی پر ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم

خادم اہل سنت والجماعت

رسال محمد